ISSN 1998-64

فقہ اسلامی سے دلچسپی رکھنے والے طلبا و اہلِ علم کا ترجمان

علمی و تحقیقی مجلّہ

مسلسل خدمت کے 19 سال

اگست 2019ء

فقہ اسلامی

فقہ المعاملات پر اپنی نوعیت کا منفرد مجلہ

مدیرِ اعلیٰ و مؤسس

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

پوسٹ بکس نمبر 17777 گلشن اقبال، کراچی

Scanned with CamScanner

علمی و تحقیقی مجلّہ

فقہ اسلامی

کراچی

مدیر اعلیٰ و مؤسس

پروفیسر ڈاکٹر نور احمد شاہتاز

مدیر مساعد
ڈاکٹر محمد صحبت خان کوہاٹی
پروفیسر محبوب الحسن بخاری

مدیر مسؤل
حافظ محمد عبدالرحمٰن ثانی

جلد 20 شمارہ 08

ذی الحج/محرم الحرام ۱۴۴۱ھ اگست ۲۰۱۹ء

فقہ المعاملات پر اپنی نوعیت کا منفرد مجلّہ

مجلس ادارت

مدیران
- علامہ غلام نصیر الدین نصیر
- علامہ محمد اسحاق ظفر
- علامہ سید محمد عارف شاہ اویسی
- قاری محمد اجمل منصور

معاونین و نمائندگان

قاری محمد اسلم سیالوی	یو کے
قاری محمد راسب	یو کے
حافظ محمد عمران......	کراچی
مولانا خان محمد قادری	راولپنڈی
مولانا طاہر عزیز باروی	اوسلو

ممبر شپ فیس

فی شمارہ :25 روپے 300 روپے سالانہ

کوریئر منی آرڈر: حافظ محمد عبدالرحمٰن ثانی
P-98 خطیب ہاؤس
پنجاب ٹاؤن، ملیر ہالٹ کراچی
فون: 0312-2090-807
موبائل: 0333-2376-985
ای میل Shahtaz.na@gmail.com, www.facebook.com/fiqheislami
Postal (R) No.
SC (MC) - 1148

فہرست

اداریہ	2
حرمتِ مصاہرت کا تجزیاتی مطالعہ	6
”گلیوں“ سے متعلق معاملات اور مسائل	25
امامِ شافعی کا قیامِ حرّان و ورودِ حرم	35
جدید مواصلاتی وسائل کے ذریعے خرید و فروخت کا شرعی جائزہ	51
جاسوسی مشن اور خفیہ ایجنسیوں کا تعارف	64
The Economic Growth Imperative within Capitalism & the Islamic Viewpoint	96

نوٹ: مجلس ادارت کا مقالہ نگاروں کے موقف سے اتفاق ضروری نہیں

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمن الرحیم وبہ نستعین......

اداریہ

یوم آزادی مبارک

اس بار یوم آزادی کچھ طرح سے آیا کہ ملک کے ہر سنجیدہ مزاج ومحبان وطن کو غمگین کر گیا...... بھارتی حکومت نے اچانک اپنے آئین میں ترمیم کرتے ہوئے مقبوضہ کشمیر کو بھارت میں ضم کرنے کا اعلان کر دیا جس سے نہ صرف وادی کشمیر بلکہ پاکستان اور پاکستان سے محبت کرنے والوں کے ہاں غم وغصہ اور تشویش کی لہر دوڑ گئی۔ سرحد پار کشمیر میں کرفیو لگا دیا گیا اور احتجاج کرنے والوں پر فائر کھول دیا گیا۔ کشمیر بنے گا پاکستان کا نعرہ وادی میں گونجتا رہا اور ہمارے ایوانوں میں اراکین ایک دوسرے کے خلاف گرجتے برستے رہے اور ایوان ان کے شور شرابے سے گونجتا رہا...... معاملہ چین کے توسط سے سلامتی کونسل میں گیا اور کشمیر کے مسلمانوں کو کوئی فائدہ پہنچائے بغیر ختم ہو گیا......

کشمیری عوام بھارتی ظلم وبربریت کا اب پہلے سے زیادہ شکار ہے، اور اللہ سے مدد کی طلبگار، ایسے میں اللہ کا حکم دیگر مسلمانوں کے لئے کیا ہے، وہ جو سورۃ النساء میں وارد ہے، ارشاد باری ہے: ومالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ والمستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا واجعل لنا من لدنک ولیا واجعل لنا من لدنک نصیرا۔

......تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ کمزور مسلمان مرد وخواتین اور بچے تمہیں پکار رہے ہیں اور تم جہاد کے لئے نہیں نکل رہے ہو، وہ اللہ سے فریاد کر رہے ہیں کہ اے اللہ ہمیں اس ظالم بستی سے نکال اور غیب سے ہماری مدد اور نصرت فرما.......... یہ آیات مکہ مکرمہ میں اس وقت نازل ہوئی تھیں جب اہل مکہ نے ان کمزور مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا جو ہجرت نہ کر سکے اور مکہ ہی میں رہ گئے، جب ان پر مظالم بڑھے اور وہ اللہ کی بارگاہ میں فریادی ہوئے تو اللہ نے ظلم کے خلاف مسلمانوں کو جہاد کرنے

کی غیرت دلائی...... جو آج بھی ایسی صورت میں نافذ ولاگو ہے۔ یہ الفاظ قابل غور ہیں......مالکم لا تقاتلون فی سبیل اللہ........... تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم اللہ کی راہ میں قتال کے لئے نہیں نکل رہے ہو

آج کشمیر کے مسلمانوں کی حالت بالکل ایسی ہے، کہ وہ مدد کو پکار رہے ہیں اور کوئی مسلم ملک بشمول پاکستان ان کی عملی مدد کے لئے تیار نہیں، زبانی جمع خرچ اور کریڈٹ لینے کے لئے لفظی ہمدردیاں بہت ہیں مگر قتل وغارت گری نہ رک رہی ہے نہ، کشمیر کی پہلے والی پوزیشن بحال ہونے جارہی ہے۔

ایسے میں عالمی ضمیر کو بیدار کرنے اور سلامتی کونسل کی سابقہ قراردادوں پر عمل کرانے کی کوششیں نیم دلانہ سی ہیں جن کے سبب یہ شکوک وشبہات جنم لے رہے ہیں کہ امریکہ کے دورہ میں ہمیں آئندہ کا منظر نامہ بتا سمجھا دیا گیا تھا، کہ ہم سے ثالثی مانگی تھی، لو ہم نے ثالثی کردی جو کشمیر انڈیا کے زیر تسلط ہے وہ اسے ضم کرلے اور جو تمہارے زیر تصرف ہے اس میں تم جیسے چاہو تصرف کرلو........... اب جو کچھ ہورہا ہے وہ محض عوام کے غیض وغضب کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ہے......

جہاں تک بعض دوستوں کی سوشل میڈیا پر جہاد شروع کرنے کی رائے کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک نہیں کے کشمیری عوام کی حالت اور ہماری اپنی خودمختاری جہاد شروع کرنے کی متقاضی ہے مگر جہاد شروع کرنے نہ کرنے کا مکمل اختیار فوج اور حکومت کے پاس ہے اور اس میں قادیانی بھرے ہوئے ہیں جو کبھی جہاد شروع کرنے نہیں دیں گے کہ ان کے ہاں جہاد حرام ہے اور اس پر مرزا صاحب اور ان کے خلیفوں کے متعدد اقوال ان کی کتب میں موجود ہیں...... مشتے نمونہ از خروارے۔

لاہوری جماعت احمدیہ کے امیر محمد علی نے ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۲ میں لکھا: ہمارے امام نے ایک بڑا حصہ عمر کا (۲۲ سال) اس تعلیم میں گزارا ہے کہ جہاد قطعی حرام ہے......

تریاق القلوب (صفحہ ۱۵) میں مرزا صاحب نے لکھا ہے: میں نے جہاد کی ممانعت اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اتنا لکھا ہے کہ اگر اکٹھا کیا جائے تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں......

تبلیغِ رسالت نامی کتاب میں مرزا صاحب نے لکھا: میرے دین کے پانچ اصول ہیں ان میں سے دو اہم یہ ہیں (۱) حرمتِ جہاد (۲) حکومتِ برطانیہ کی اطاعت

دوسری جگہ لکھا، ہماری حکومت کے دو اصول ہیں:

(۱) کشمیر میں جہاد کا خاتمہ (۲) برطانیہ وامریکہ کی اطاعت

اور ایک نظم بھی مرزا صاحب کی اس سلسلہ میں بڑی مشہور ہے جو تبلیغ رسالت نامی کتاب جلد نہم میں ہے :

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آ گیا مسیح جو دیں کا امام ہے — دیں کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتوی فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد — منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

اس کے علاوہ بھی بہت کچھ ہے جس کے بارے میں خود ان کا قول آپ نے پڑھ لیا کہ جہاد کی ممانعت اور انگریز کی اطاعت کے بارے میں اتنا لکھا ہے کہ اگر اکٹھا کیا جائے تو پچاس الماریاں بھر سکتی ہیں

یہ تو ترکِ جہاد کے اسباب میں سے ایک ہے اس کے علاوہ، دوسرا بڑا سبب یہ ہے کہ کشمیر کے تازہ ایشو کے فوراً بعد ہمارے ڈی جی آئی ایس پی آر نے جو پریس کانفرنس کی اس میں انہوں نے میڈیا والوں کی دل کھول کر تعریف کی اور پھر یہ محبت بھرا پیغام سنایا کہ بھائیو یہ جو آپ جنگ اور جہاد کی فضا بنا رہے ہو یہ نہ کرو، کہ پاکستان جنگ کا متحمل نہیں ہوسکتا، جنگ لڑنے کے لئے پیسہ ہے نہیں، ملکی اکانومی بہت کمزور ہے، اور اگر جنگ ہوئی تو بہت تباہی ہوگی جس کے ہم متحمل نہیں ہوسکتے......انہوں نے نہایت مہذب طریقہ سے بتا دیا کہ ہمارا لڑائی کا کوئی ارادہ نہیں اور وزیر اعظم نے تو پہلے ہی بھرے ایوان میں طنزاً کہہ دیا کہ کیا شہباز شریف یہ چاہتے ہیں کہ ہم جنگ شروع کر دیں

ہمارے فیس بکی مجاہدین سن لیں کہ جہاد اس لئے بھی نہیں ہوسکتا کہ جدید نظام دنیا میں فوجیں جنگ لڑتی ہیں عوام نہیں......علماء نے لیبیا میں فرانس کے خلاف عوامی جہاد کیا، ایک عالم دین عمر مختار نے قیادت کی اور دیگر کئی ممالک میں بھی تاریخ گواہ ہے کہ ایسا ہوا، جنگ آزادی ۱۸۵۷ میں علماء ہی روح رواں تھے، تحریک پاکستان میں بھی ان کا نمایاں کردار رہا ہے مگر یہ سب قصہ پارینہ ہوا اب یہ کام علماء نہیں کر سکتے......

کیونکہ انہیں موجودہ صورت حال کے پیدا ہونے سے بہت پہلے اس کا کشف رکھنے والوں کی جانب سے بیانیہ پاکستان میں یہ باور کرا دیا گیا تھا کہ ولا تقربوا ھذہ الشجرۃ فتکونوا من الظالمین ....اب کوئی مذہبی گروہ، جماعت یا جتھہ اعلان جہاد کر کے یا فتوی جہاد دے کر دیکھے کہ اس کا

Scanned with CamScanner

شمار ظالمین میں ہوتا ہے کہ نہیں ....اور اعلان کرنے کی جراءت کوئی کر بھی کیسے سکتا ہے جبکہ اس وثیقہ پاک پر سب نے دستخط ثبت کئے ہوئے ہیں......

لہذا قرآن کریم کی آیات طیبات اپنی جگہ لاریب، حکم ربانی بھی اپنی جگہ مسلّم لیکن کشمیریوں کی مدد کے لئے اللہ غیب سے ہی کوئی سامان فرمائے تو فرمائے...... بظاہر آثار ایسے نہیں نظر آتے کہ مقبوضہ کشمیر اپنی پہلی حالت پر بھی واپس آسکے گا ....البتہ ہمیں اس کشمیر کی فکر کرنی چاہئے جو چاروناچار ہمارے ساتھ ہے یا ہمارے پاس ......خاکم بدہن یہ بھی نہ رہا تو شہ رگ کٹنے کے بعد مذبوحہ کا جو حال ہوتا ہے ہمارا اس سے بھی بدتر نظر آرہا ہے، کوئی کھال کھینچ لے یا آرام سے اتار لے...... کیوں کہ دانشور کہتے چلے آئے ہیں کہ:

ہے جرمِ ضعیفی کی سزا مرگِ مفاجات

بدنام زمانہ عسکری کمال اتاترک کا دور ہم نے دیکھا نہیں، (جس میں دین داری وضع قطع رکھنے والے زندوں کی کھالیں کھینچی جاتی تھیں،) صرف سنا ہے اللہ نہ دکھائے مگر اب اس کے بغیر ہی ہم یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ قرآن کریم کی بعض آیات اور صریح احکامات پر عمل کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتے، نمازیں پڑھتے رہئے جب تک خدا سلامت رکھے، ورنہ لادینی انقلابات آتے ہیں تو پھر مساجد سے اسپیکر نہیں مینار اتارے جاتے اور مینارہ ہائے نور (علماء) کے سر کاٹے جاتے ہیں۔ دور کی بات نہیں حال ہی میں شامی وعراقی علماء کے ساتھ کیا نہیں ہوا؟ اللھم احفظنا من کل سوء ومکروہ

مدارس کے نظام کے بارے میں بھی یہ طے ہوگیا ہے کہ بتدریج اس سلسلہ قیل وقال کو اصلاحات کے دائرہ میں لا کر علماء کے اختیار (بقول شخصے دہشت گردوں کے چنگل) سے آزاد کرانا ہے۔ کیونکہ علماء جب چاہتے ہیں اس طاقت کو استعمال کرکے لبرلز کے سارے کئے دھرے پر پانی پھیر دیتے ہیں۔ گوکہ دہشت گردی کے ثبوت کچھ زیادہ نہیں مل سکے تاہم سول سوسائٹی اور ملالہ کو ان کے وجود سے نفرت ہے، کہ یہ ان کے کاز کی راہ میں بڑی رکاوٹ ہیں...... اللہ حفاظت فرمائے مگر ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم......

مدارس کی بقا اب علماء کی اپنی قربانیوں پر منحصر ہے قربانی کی کھالوں پر نہیں ان کے ریٹ تو کبھی کے گر چکے اب تو مولوی نماؤں تک کے ریٹ لگ رہے ہیں قربان گاہ میں بلا بلا کر۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

حرمتِ مصاہرت کا تجزیاتی مطالعہ

فقہ حنفی کی روشنی میں

مولانا محمد ریاض علیمی

اللہ رب العزت نے انسانوں کو دنیا میں بھیج کر ان میں رشتہ داریاں قائم فرمائیں تاکہ ہر شخص اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے اپنے رشتہ داروں کا لحاظ رکھے اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئے۔ انسانوں کے درمیان تعلقات اور محرم رشتے دو طرح کے ہوتے ہیں: ایک نسب اور خون کے رشتے، اور دوسرے سسرالی رشتے، اس سسرالی رشتے کو ''مصاہرت'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

وَھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَهٗ نَسَبًا وَّ صِھْرًا وَ كَانَ رَبُّكَ قَدِیْرًا۔ [۱]

ترجمہ: اور وہی ہے جس نے پانی سے انسان کو پیدا کیا، پھر اس کے لیے نسب اور سسرال کا رشتہ بنایا اور آپ کا رب بڑا قدرت والا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا کہ اللہ تعالیٰ وہی ہے جس نے گوشت، ہڈیوں، پٹھوں، رگوں اور خون سے مرکب اچھی صورت پر انسان کو نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر اس کے نسلی اور سسرالی رشتے بنائے تاکہ اس کی نسل چل سکے، باہمی رشتے ہوں، قرابتیں بڑھیں اور ایک مہذب انسانی معاشرہ وجود میں آئے۔ نسل انسانی کو آگے بڑھانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مردوں اور عورتوں کو آپس میں نکاح کرنے کا حکم دیا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس کی حدود و قیود بھی واضح فرمادیں کہ ایک مرد کن عورتوں سے نکاح کرسکتا ہے اور کن عورتوں سے نکاح اس کے لیے جائز نہیں ہے۔

شریعتِ مطہرہ میں نسب کی وجہ سے سات عورتیں حرام کی گئیں: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

حُرِّمَتْ عَلَیْكُمْ اُمَّھٰتُكُمْ وَ بَنٰتُكُمْ وَ اَخَوٰتُكُمْ وَ عَمّٰتُكُمْ وَ خٰلٰتُكُمْ وَ بَنٰتُ الْاَخِ وَ بَنٰتُ الْاُخْتِ۔ [۲]

حرام ہوئیں تم پر تمہاری مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں اور بھانجیاں۔

اسی طرح رضاعت اور مصاہرت کی وجہ سے چند عورتوں سے نکاح حرام قرار دیا گیا۔ امام قرطبی لکھتے ہیں:

فالسبع المحرمات من النسب: الأمهات والبنات والأخوات والعمات والخالات، وبنات الأخ وبنات الأخت۔ والسبع المحرمات بالصهر والرضاع: الأمهات من الرضاعة والأخوات من الرضاعة، وأمهات النساء والربائب وحلائل الأبناء والجمع بين الأختين، والسابعة (ولا تنكحوا مانكح آباؤكم) [۳]

سات عورتیں جو نسب کی وجہ سے حرام ہیں وہ یہ ہیں: مائیں، بیٹیاں، بہنیں، پھوپھیاں، خالائیں، بھتیجیاں، بھانجیاں۔ اور وہ عورتیں جن کی حرمت کا سبب مصاہرت اور رضاعت ہے وہ سات ہیں: رضاعی مائیں، رضاعی بہنیں، عورتوں کی مائیں، کسی دوسرے مرد سے بیوی کی بیٹیاں، بیٹوں کی بیویاں اور دو بہنوں کو جمع کرنا اور ساتویں وہ عورت جن سے تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہوں۔

زیرِ نظر مضمون چونکہ مصاہرت یعنی سسرالی رشتہ داریوں کے متعلق ہے لہٰذا پہلے مصاہرت کے معنی و مفہوم بیان کیے جائیں گے۔ علامہ عبدالرحمٰن بن محمد جزیری لکھتے ہیں:

المصاهرة: وصف شبيه بالقرابة، ويتحقق في أربع: إحداها زوجة الابن، وهي تشبه البنت. ثانيهما: بنت الزوجة، وهي تشبه البنت أيضاً، ثالثها: زوجة الأب، وهي تشبه الأم، رابعها: أم الزوجة، وهي تشبه الأم أيضاً. [۴]

مصاہرۃ (یعنی ازدواجی رشتہ) بھی نسبی رشتہ داری کی مانند ایک وصف کا نام ہے جس کا ظہور چار صورتوں میں ہوتا ہے:

(۱) بیٹے کی بیوی جس کا رشتہ بیٹی کے مشابہ ہوتا ہے۔

(۲) بیوی کی بیٹی وہ بھی رشتہ میں بیٹی کے برابر ہے۔

(۳) باپ کی بیوی جو ماں کی مانند ہے۔

(۴) بیوی کی ماں وہ بھی ماں جیسی ہے۔

مصاہرت کو فتاویٰ ہندیہ میں تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے:

المحرمات بالصهرية وهي أربع فرق:

(الأولى) أمهات الزوجات وجداتهن من قبل الأب والأم وإن علون

Scanned with CamScanner

(والثانية) بنات الزوجة وبنات أولادها وإن سفلن بشرط الدخول بالأم، سواء كانت الابنة في حجره أو لم تكن،

(والثالثة) حليلة الابن وابن الابن وابن البنت وإن سفلوا دخل بها الابن أم لا. ولا تحرم حليلة الابن المتبنى على الأب المتبنى۔

(والرابعة) نساء الآباء والأجداد من جهة الأب أو الأم وإن علوا فهؤلاء محرمات على التأبيد نكاحا ووطئا، كذا في الحاوي القدسي. [۵]

سسرالی رشتہ داروں کی چار قسمیں ہیں:

(۱) بیویوں کی سگی مائیں اور دادیاں۔

(۲) بیوی کے سابق شوہر سے بیٹیاں اور ان بیٹیوں کی اولاد، خواہ وہ بیٹی موجودہ شوہر کے زیرِ پرورش ہو یا نہ ہو۔

(۳) بیٹے اور پوتے کی بیوی اور نواسے کی بیوی، خواہ بیٹے نے بیوی کے ساتھ جماع کیا ہو یا نہ کیا ہو، البتہ منہ بولے بیٹے کی بیوی حرام نہیں ہے۔

(۴) سگے باپ دادا کی بیویاں، یہ وہ محرمات صہریہ ہیں جو کسی شخص پر دائماً حرام ہوتی ہیں۔

مصاہرت کے رشتے کی وجہ سے نکاح حرام ہے۔ فقہائے احناف کے نزدیک حرمت مصاہرت چار وجوہ سے ثابت ہوتی ہے۔ (۱) نکاح سے (۲) زنا سے
(۳) شہوت کے ساتھ چھونے سے (۴) شہوت کے ساتھ دیکھنے سے

ان چاروں کا تفصیلی بیان درج ذیل ہے۔

(۱) نکاح سے حرمت مصاہرت کا ثبوت:

نکاح سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ۔[۶]

ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن سے تمہارے آباء نے نکاح کیا ہے۔

علامہ علاء الدین کاسانی فرماتے ہیں:

والنكاح يذكر ويراد به العقد وسواء كان الأب دخل بها أو لا؛ لأن اسم النكاح يقع على العقد والوطء فتحرم بكل واحد منهما على ما ذكر۔[۷]

نکاح (کا لفظ) ذکر کر کے عقد مراد لیا جاتا ہے چاہے قربت ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، کیونکہ اسم نکاح کا اطلاق عقد اور وطی دونوں پر ہوتا ہے، پس بہر صورت باپ کی منکوحہ سے نکاح حرام ہے۔

علامہ عبدالرحمٰن بن محمد جزیری لکھتے ہیں:

ولا خلاف في أن زوجة الابن، وزوجة الأب، وأم الزوجة يحرمن بالعقد الصحيح۔[۸]

اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ بیٹے کی بیوی (بہو) اور باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) اور بیوی کی ماں (ساس) عقد صحیح کے بعد محرمات میں سے ہو جاتی ہیں (یعنی جن سے شادی حرام ہے)۔

علامہ عبدالرحمٰن بن محمد جزیری آگے لکھتے ہیں:

فحرمة المصاهرة تثبت بالعقد الصحيح بدون كلام. [۹]

یعنی عقد صحیح سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے اور اس میں کوئی کلام یعنی اختلاف نہیں ہے۔

(۲) زنا سے حرمتِ مصاہرت کا ثبوت:

فقہاء کے درمیان زنا سے حرمت مصاہرت کے ثبوت اور عدم ثبوت میں شدید اختلاف ہے۔ جس کی اصل وجہ اور بنیاد لفظ ''نکاح'' کی تعبیر اور تفسیر ہے۔ بعض فقہاء اور مفسرین نے ''نکاح'' سے مراد وطی اور جماع لیا ہے جبکہ بعض نے اس سے مراد عقد لیا ہے۔ امام نسفی لکھتے ہیں:

وقيل المراد بالنكاح الوطء أي لا تطؤا ما وطء آباؤكم وفيه تحريم وطء موطوءة الأب بنكاح أو بملك يمين أو بزنا كما هو مذهبنا وعليه كثير من المفسرين۔[۱۰]

ایک قول یہ ہے کہ نکاح سے مراد وطی ہے۔ یعنی ان عورتوں سے وطی نہ کرو جن سے تمہارے باپوں نے وطی کی ہو۔ باپ کی موطوءہ سے نکاح حرام ہے خواہ موطوءہ نکاح سے ہو یا ملک یمین یا زنا سے جیسا کہ ہمارا مسلک احناف ہے اور اکثر مفسرین کی یہی رائے ہے۔

علامہ ابن منظور نکاح کے معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قال الأزهري: أصل النكاح في كلام العرب الوطء، وقيل للتزوج نكاح لأنه سبب للوطء المباح. الجوهري: النكاح الوطء وقد يكون العقد۔[۱۱]

ازہری نے کہا ہے کہ کلام عرب میں نکاح کا معنی عمل ازدواج ہے اور تزوج (شادی) کو بھی نکاح اس لیے کہتے ہیں کہ وہ عمل ازدواج کا سبب ہے۔ جوہری نے کہا ہے کہ نکاح کا اطلاق عمل ازدواج پر ہوتا ہے اور کبھی عقد پر بھی نکاح کا اطلاق ہوتا ہے۔

امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

اختلفوا في النكاح ههنا، فحمله أصحاب أبي حنيفة على الجماع.۔[۱۲]

یہاں نکاح کے معانی میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ اصحاب ابوحنیفہ نے جماع پر محمول کیا ہے۔

علامہ ابن جوزی نکاح کے معنی میں لکھتے ہیں:

وهو حقيقة في الوطء، مجاز في العقد۔[۱۳]

نکاح کے حقیقی معنی وطی کے ہیں اور مجازاً اس کا اطلاق عقد پر بھی ہوتا ہے۔

علامہ ابو اللیث سمرقندی لکھتے ہیں:

لا تتزوجوا من قد تزوج آباؤكم من النساء، ويقال: اسم النكاح يقع على الجماع والتزوج، فإن كان الأب تزوج امرأة أو وطئها بغير نكاح، حرمت على ابنه. [۱۴]

ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے آباء نے نکاح کیا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ نکاح کا اطلاق جماع پر ہوتا ہے۔ اگر باپ نے کسی عورت سے شادی یا اس سے بغیر نکاح کے وطی کی تو وہ عورت اس کے بیٹے پر حرام ہو جائے گی۔

علامہ ابوبکر جصاص رازی لکھتے ہیں:

اسم النكاح حقيقة للوطء مجاز للعقد وأن العقد إنما سمي نكاحا لأنه سبب يتوصل به إلى الوطء۔[۱۵]

نکاح کے اسم کے حقیقی معنی ہمبستری کے ہیں، اور مجازاً اس کا اطلاق عقد پر بھی ہوتا ہے۔ عقد کو نکاح کا نام اس لیے دیا گیا کہ یہ ہمبستری تک رسائی کا ذریعہ اور اس کا سبب بنتا ہے۔

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

فوجب إذا كان هذا على ما وصفنا أن يحمل قوله تعالى ولا تنكحوا ما نكح آباؤكم من النساء على الوطء فاقتضى ذلك تحريم من وطئها أبوه من النساء عليه لأنه لما ثبت أن النكاح اسم للوطء لم يختص ذلك بالمباح منه دون المحظور كالضرب والقتل والوطء نفسه لا

يختص عند الإطلاق بالمباح منه دون المحظور بل هو على الأمرين حتى تقوم الدلالة على تخصيصه۔ [۱۶]

ہماری وضاحت کے بموجب قولِ باری تعالیٰ [وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ] کو وطی پر محمول کرنا واجب ہے، اس لیے اس کا مقتضی یہ ہے کہ جن عورتوں سے ایک شخص کے باپ نے نے وطی کی ہو، وہ عورتیں اس شخص پر حرام ہوں گی کیونکہ جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ لفظ نکاح وطی کا اسم ہے تو صرف یہ وطی کی مباح صورتوں کے ساتھ مخصوص نہیں رہا بلکہ ممنوع صورتوں کو بھی شامل ہوگیا جس طرح لفظ ضرب، یا قتل اور وطی ہے کہ جب ان کا اطلاق ہوتا ہے تو اس سے صرف ان کی مباح صورتیں مراد نہیں ہوتیں بلکہ مباح اور ممنوع دونوں صورتوں پر انہیں محمول کیا جاتا ہے۔الا یہ کہ کسی خاص صورت کی تخصیص کے لیے کوئی دلالت قائم ہوجائے۔

علامہ غلام رسول سعیدی لکھتے ہیں:

نکاح کا اصل معنی جماع کرنا ہے، امام لغت خلیل بن احمد فراھیدی لکھتے ہیں:

نكح: وهو البضع و بجرى نكح ايضا مجرى التزويج۔ نکاح کا معنی جماع کرنا ہے اور یہ عقد کے معنی میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

لہٰذا اس آیت کا معنی یہ ہے کہ جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا دخول اور جماع کر چکے ہیں تم ان کے ساتھ دخول اور جماع نہ کرو، خواہ تمہارے باپ دادا نے ان کے ساتھ زنا کی صورت میں دخول کیا ہو یا عقد نکاح کی صورت میں، نیز اس آیت میں نکاح سے مراد مطلقا دخول ہے۔خواہ عقد نکاح سے ہو یا زنا سے، اس پر دلیل یہ آیت ہے:

وَ لَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ مَقْتًا وَ سَآءَ سَبِيْلًا۔

ترجمہ: اور ان عورتوں سے نکاح نہ کرو جن عورتوں سے تمہارے باپ دادا نکاح کر چکے ہیں یہ بے حیائی کا کام ہے، اور بغض کا سبب ہے اور بہت برا طریقہ ہے۔

اس آیت میں بھی نکاح سے مراد عقد نکاح نہیں ہے بلکہ دخول اور جماع ہے کیونکہ بے حیائی، بغض کا سبب اور بہت برا طریقہ عقد نکاح کرنا نہیں ہے بلکہ زنا کرنا ہے یعنی تمہارے باپ دادا جن عورتوں سے دخول اور جماع کر چکے ہیں خواہ بہ صورت نکاح، خواہ بہ صورت زنا، تم ان سے نکاح نہ کرو، اور یہ آیت بھی اس باب میں نص صریح ہے کہ باپ کی مزنیہ سے نکاح کرنا ممنوع اور حرام ہے اور اس سے

واضح ہو گیا کہ زنا سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔[۱۷]

اس کے علاوہ قرآن مجید کی بعض اور آیات ہیں جن میں لفظ نکاح کو واضح طور پر وطی کے معنی میں محمول کیا جائے گا۔ مثلاً: ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ۔[۱۸]

جب تک تین طلاقیں دی گئی عورت یعنی مغلظہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کر لے، پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہوسکتی۔ لیکن یہاں صرف نکاح کافی نہیں بلکہ وطی بھی ضروری ہے۔ لہٰذا اس آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ جب تک مغلظہ طلاق یافتہ عورت کسی دوسرے شخص سے نکاح کر کے ہمبستری نہ کر لے، وہ اس وقت تک پہلے شوہر پر حرام ہی رہے گی۔ اگر دوسرے شوہر نے صرف نکاح کر کے بغیر ہمبستری کیے طلاق دیدی تو پھر بھی وہ عورت پہلے شوہر کے لیے حلال نہیں ہوسکتی۔ یہاں شرط ہمبستری کی ہے (اسی کو حلالہ کہتے ہیں)۔ لیکن اس کے لیے قرآن میں لفظ نکاح لایا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ یہاں واضح طور پر نکاح کے معنی ہمبستری کے ہیں۔

اسی طرح ایک اور آیت مبارکہ ہے:

وَ ابْتَلُوا الْيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ۔[۱۹]

اس آیت میں یتیموں کا ذکر ہے۔ یعنی یتیموں کو آزماتے رہو جب وہ نکاح کے قابل ہو جائیں تو ان کا مال ان کے سپرد کردو۔ قابلِ غور بات یہ ہے کہ اس آیت میں نکاح کی عمر تک رکنے کا حکم دیا گیا حالانکہ نکاح کے لیے عمر کی کوئی قید نہیں ہے۔ اگر بچے کا باپ یا ولی بلوغت کی عمر سے پہلے ہی بچے کا نکاح کردے تو وہ منعقد ہو جاتا ہے۔ لہٰذا یہاں نکاح کی عمر سے مراد یہ لیا جائے گا کہ جب وہ بلوغت کی عمر کو پہنچ جائیں اور وطی کے قابل ہو جائیں تو ان کا مال انہیں دے دو۔ معلوم ہوا کہ اس آیت میں نکاح سے مراد جماع لیا گیا ہے کہ جب وہ یتیم بچے جماع کے قابل ہو جائیں تو ان کا مال انہیں دے دو۔

جس طرح نکاح کا لفظ وطی اور ہمبستری کے معنوں میں استعمال ہوا ہے اسی طرح یہ لفظ بعض مقامات پر عقد کے معنی میں بھی استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ۔[۲۰]

یعنی تم میں سے جو بے نکاح ہوں ان کا نکاح کرو۔

اس آیت میں نکاح کے مجازی معنی عقد مراد لیے گئے ہیں۔

Scanned with CamScanner

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ۔۔۔۔۔ الخ۔ [۲۱]

جب تم عورتوں سے نکاح کرو، پھر انہیں بغیر ہاتھ لگائے طلاق دے دو۔۔۔۔۔ الخ

اس آیت بھی میں نکاح کے مجازی معنی عقد مراد لیے گئے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَآءِ۔ [۲۲]

نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں پسند آئیں۔

یہاں بھی نکاح سے مراد عقد لیا گیا ہے۔

درج بالا دلائل سے معلوم ہوا کہ نکاح کا اصل معنی جماع ہے اور مجازی معنی عقد ہے۔ اسی بنیاد پر فقہائے احناف نے کہا کہ جس طرح نکاح یعنی عقد صحیح سے حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے اسی طرح زنا سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے۔ زنا سے حرمت مصاہرت کے ثبوت میں درج ذیل اقوال و آثار بھی فقہائے احناف کے مؤید ہیں جن میں واضح طور پر زنا سے حرمتِ مصاہرت کا ثبوت ملتا ہے۔ علامہ ابن ابی شیبہ روایات نقل کرتے ہیں:

عَنْ عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ فِي الرَّجُلِ يَقَعُ عَلَى أُمِّ امْرَأَتِهِ؟ قَالَ: تَحْرُمُ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ۔ [۲۳]

حضرت عمران بن الحصین نے کہا جو شخص اپنی بیوی کی ماں سے زنا کرے اس پر اس کی بیوی حرام ہوجاتی ہے۔

عَنْ عَطَاءٍ، قَالَ: إِذَا أَتَى الرَّجُلُ الْمَرْأَةَ حَرَامًا حَرُمَتْ عَلَيْهِ ابْنَتُهَا، وَإِنْ أَتَى ابْنَتَهَا حَرُمَتْ عَلَيْهِ أُمُّهَا۔ [۲۴]

عطاء نے بیان کیا کہ جو شخص کسی عورت سے زنا کرے اس پر اس کی بیٹی حرام ہوجاتی ہے اور اگر بیٹی سے زنا کرے تو اس پر اس کی ماں حرام ہوجاتی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ مُسَبِّحٍ، قَالَ: سَأَلْتُ إِبْرَاهِيمَ، عَنْ رَجُلٍ فَجَرَ بِأَمَةٍ فَأَرَادَ أَنْ يَتَزَوَّجَ أُمَّهَا، قَالَ: لَا يَتَزَوَّجُهَا۔ [۲۵]

ابراہیم نخعی سے ایک شخص کے متعلق سوال کیا گیا جس نے ایک عورت سے زنا کیا اور اب وہ شخص اس کی ماں سے نکاح کرنا چاہتا ہے تو انہوں نے کہا وہ اس کی ماں سے نکاح نہیں کرسکتا۔

Scanned with CamScanner

عَنْ مُجَاهِدٍ، وَعَطَاءٍ، قَالَا: إِذَا فَجَرَ الرَّجُلُ بِامْرَأَةٍ، فَإِنَّهَا تَحِلُّ لَهُ، وَلَا يَحِلُّ لَهُ شَيْءٌ مِنْ بَنَاتِهَا۔ [٢٦]

مجاہد اور عطاء نے کہا جب کوئی شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کرے تو اس عورت سے نکاح کرنا اس کے لیے حلال ہے اور اس کی کسی بیٹی کے ساتھ نکاح کرنا اس کے لیے حلال نہیں ہے۔

امام عبدالرزاق بن ہمام اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سُئِلَ عَطَاءٌ، عَنْ رَجُلٍ كَانَ يُصِيبُ امْرَأَةً سِفَاحًا أَيَنْكِحُ ابْنَتَهَا؟ قَالَ: لَا، وَقَدِ اطَّلَعَ عَلَى فَرْجِ أُمِّهَا، فَقَالَ إِنْسَانٌ: أَلَمْ يَكُنْ يُقَالُ: لَا يُحَرِّمُ حَرَامٌ حَلَالًا؟ قَالَ: ذَلِكَ فِي الْأَمَةِ كَانَ يَبْغِي بِهَا، ثُمَّ يَبْتَاعُهَا أَوْ يَبْغِي بِالْحُرَّةِ، ثُمَّ يَنْكِحُهَا فَلَا يُحَرِّمُ حِينَئِذٍ مَا كَانَ صَنَعَ مِنْ ذَلِكَ۔ [٢٧]

ابن جریج بیان کرتے ہیں کہ عطا سے سوال کیا گیا کہ ایک شخص کسی عورت سے زنا کرتا ہے، آیا وہ اس کی بٹی سے نکاح کرسکتا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں! وہ اس کی ماں کی فرج پر مطلع ہو چکا ہے، ان سے کہا گیا: کیا یہ نہیں کہا جاتا کہ حرام کام کسی حلال چیز کو حرام نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا: یہ باندی کے متعلق ہے ایک شخص کسی باندی کے ساتھ زنا کرتا ہے پھر اس کو خرید لیتا ہے، یا کسی آزاد عورت کے ساتھ زنا کرتا ہے پھر اس سے نکاح کرلیتا ہے پس اس کے پہلے زنا کرنے کی وجہ سے اس سے نکاح کرنا حرام نہیں ہوتا۔

عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ: أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ قَالَ: سَمِعْتُ عَطَاءً يَقُولُ: إِنْ زَنَى بِأُمِّ امْرَأَتِهِ أَوِ ابْنَتِهَا، حَرُمَتَا عَلَيْهِ جَمِيعًا۔ [٢٨]

ابن جریج نے کہا میں نے عطاء سے سنا کہ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کی ماں یا اس کی بیٹی سے زنا کیا تو اس پر وہ دونوں حرام ہوجائیں گی۔

وَعَنْ عَمْرٍو، عَنِ الْحَسَنِ قَالَا: إِذَا زَنَى الرَّجُلُ بِأُمِّ امْرَأَتِهِ أَوِ ابْنَةِ امْرَأَتِهِ، حَرُمَتَا عَلَيْهِ جَمِيعًا۔ [٢٩]

عمرو اور حسن نے کہا اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی ماں سے زنا کرے یا اس کی بیٹی سے زنا کرے تو وہ دونوں اس پر حرام ہوجائیں گی۔

زنا سے حرمت مصاہرت کے ثبوت کی بحث میں صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

ومن زنا بامرأة حرمت عليه أمها وبنتها وقال الشافعی رحمه الله الزنا لا يوجب حرمة المصاهرة لأنها نعمة فلا تنال بالمحظور. ولنا أن الوطء سبب الجزئية بواسطة الولد حتى

يضاف إلى كل واحد منهما كملا فتصير أصولها وفروعها كأصوله وفروعه وكذلك على العكس والاستمتاع بالجزء حرام إلا في موضع الضرورة وهي الموطوءة والوطء محرم من حيث إنه سبب الولد لا من حيث إنه زنا.[۳۰]

جس شخص نے کسی عورت کے ساتھ زنا کیا اس پر اس کی ماں اور اس کی بیٹی حرام ہوجائے گی اور امام شافعی نے کہا زنا حرمت مصاہرت کو واجب نہیں کرتا کیونکہ حرمت مصاہرت ایک نعمت ہے اور وہ ممنوع کام کے ارتکاب سے حاصل نہیں ہوگی۔ ہماری دلیل یہ ہے کہ وطی اولاد کے واسطہ سے جزئیت کا سبب ہے حتی کہ اولاد کی نسبت ماں باپ میں سے ہر ایک کی طرف ہوتی ہے، پس عورت کے اصول اور فروع مرد کے اصول اور فروع کی طرح ہوتے ہیں اور مرد کے اصول اور فروع عورت کے اصول وفروع کی طرح ہوتے ہیں اور بغیر ضرورت کے جز سے نفع حاصل کرنا حرام ہے، اور موضعِ ضرورت موطوءہ ہے، اور وطی اولاد کی ضرورت کی وجہ سے جائز قرار دی گئی اور زنا سے اولاد کے حصول کی غرض نہیں ہوتی۔

علامہ علاء الدین کاسانی لکھتے ہیں:

ولنا قوله تعالى (ولا تنكحوا ما نكح آباؤكم من النساء) والنكاح يستعمل في العقد والوطء فلا يخلو إما أن يكون حقيقة لهما على الاشتراك وإما أن يكون حقيقة لأحدهما مجازا للآخر وكيف ما كان يجب القول بتحريمهما جميعا إذ لا تنافي بينهما كأنه قال عز وجل (ولا تنكحوا ما نكح آباؤكم من النساء) عقدا ووطئا وروى عن رسول الله -صلى الله عليه وسلم أنه قال: من نظر إلى فرج امرأة لم تحل له أمها ولا ابنتها وروى حرمت عليه أمها وابنتها وهذا نص في الباب؛ لأنه ليس فيه ذكر النكاح. وروى عنه صلى الله عليه وسلم أنه قال: ملعون من نظر إلى فرج امرأة وابنتها ولو لم يكن النظر الأول محرما للثاني وهو النظر إلى فرج ابنتها لم يلحقه اللعن، لأن النظر إلى فرج المرأة المنكوحة نكاحا صحيحا مباح فكيف يستحق اللعن؟ فإذا ثبتت الحرمة بالنظر فبالدخول أولى۔[۳۱]

نکاح کا لفظ عقد اور وطی دونوں میں استعمال ہوتا ہے۔ سو یہاں یہ لفظ یا تو دونوں میں استعمال کے لیے بطور اشتراک حقیقی مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ یا ایک معنی کے لیے بطورِ حقیقت اور دوسرے کے لیے بطورِ مجاز استعمال ہوا ہے۔ بہرکیف دونوں صورتوں میں عقد و وطی دونوں کی تحریم ثابت ہوتی ہے کیونکہ

Scanned with CamScanner

دونوں میں کوئی تنافی نہیں ہے۔ گویا اللہ تعالی نے یوں فرمایا ہے کہ جن عورتوں سے تمہارے آباء نے عقد یا وطی کی ہو، ان سے نکاح نہ کرو۔ نیز روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کسی عورت کی شرمگاہ کی طرف دیکھا تو اس کی ماں اور بیٹی اس کے لیے حلال نہیں رہیں۔ اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ: اس کی ماں اور بیٹی اس پر حرام ہوگئیں۔ یہ روایت اس بارے میں نص ہے کیونکہ اس میں نکاح کا ذکر نہیں ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ شخص ملعون ہے جو کسی عورت اور اس کی بیٹی کی شرمگاہ کی طرف دیکھتا ہے۔ اگر پہلی کی طرف دیکھنا دوسرے کے لیے باعث تحریم نہ ہوتا تو اسے ملعون قرار نہ دیا جاتا۔ اور ظاہر ہے کہ منکوحہ صحیحہ کی شرمگاہ کی طرف دیکھنا مباح ہے (اور وہاں بیٹی کی حرمت نکاح سے ثابت ہو چکی ہے) لہٰذا یہاں بلا نکاح دیکھنا مراد ہے (اور کسی فعل کا باعثِ لعنت ہونا اس کی حرمت کی علامت ہے)۔ سو جب (بلا نکاح) دیکھنے سے حرمت ثابت ہوجاتی ہے تو بلا نکاح دخول سے بدرجۂ اولیٰ ثابت ہوگی۔

چھونے سے حرمتِ مصاہرت کا ثبوت:

فقہائے احناف کے نزدیک نکاح اور زنا کے علاوہ شہوت کے ساتھ چھونے سے بھی حرمتِ مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے۔ یاد رہے کہ عورت کو مطلقاً چھونے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوتی بلکہ فقہاء نے اس کی کچھ شرائط بیان کی ہیں جن کی بنیاد پر حرمت مصاہرت کا حکم لگایا جاتا ہے۔

عَنْ إِبْرَاهِيمَ قَالَ: إِذَا غَمَزَ الرَّجُلُ الْجَارِيَةَ بِشَهْوَةٍ، لَمْ يَتَزَوَّجْ أُمَّهَا، وَلَا ابْنَتَهَا۔ [۳۲]

ابراہیم نخعی نے کہا جب کوئی شخص کسی عورت کو شہوت کے ساتھ مس کرے تو اس کی ماں کے ساتھ نکاح کرے نہ اس کی بیٹی کے ساتھ۔

علامہ زیلعی لکھتے ہیں:

وقال عليه الصلاة والسلام من مس امرأة بشهوة حرمت عليه أمها وابنتها وهو مذهب عمر وعمران بن الحصين وجابر بن عبد الله وأبى بن كعب وعائشة وابن مسعود وابن عباس وجمهور التابعين۔ [۳۳]

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی عورت کو شہوت کے ساتھ چھوا تو اس پر اس عورت کی ماں اور بیٹی حرام ہے اور حضرت عمر، حضرت عمران بن حصین، حضرت جابر بن عبداللہ، حضرت ابی بن

کعب، حضرت عائشہ، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابن عباس اور جمہور تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہی مذہب ہے۔

علامہ علاء الدین کاسانی لکھتے ہیں:

وكذا باللمس؛ لأن النظر دون اللمس في تعلق الأحكام بهما ألا ترى أنه يفسد الصوم بالإنزال عن المس ولا يفسد بالإنزال عن النظر إلى الفرج وفي الحج يلزمه بالمس عن شهوة الدم أنزل أو لم ينزل ولا يلزمه شيء بالنظر إلى الفرج عن شهوة أنزل أو لم ينزل، فلما ثبتت الحرمة بالنظر فبالمس أولى۔[۳۴]

اسی طرح چھونے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے کیونکہ احکام کے حوالے سے دیکھنا چھونے سے کمتر ہے۔ چھونے سے انزال ہو جائے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے لیکن دیکھنے سے انزال ہو جائے تو روزہ باطل نہیں ہوتا اور حج میں شہوۃ کے ساتھ چھونے سے دم لازم ہوتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ لیکن شہوۃ کے ساتھ شرمگاہ کی طرف دیکھنے سے دم لازم نہیں ہوتا خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ لہٰذا جب دیکھنے سے حرمت ثابت ہو جاتی ہے تو چھونے سے بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی۔

علامہ عبدالرحمٰن بن محمد جزیری لکھتے ہیں:

ويشترط في المس شروط: أحدها أن يكون بدون حائل، أو بحائل خفيف لا يمنع الحرارة ثانيها: أن يكون لغير الشعر المسترسل -وهو النازل- فإذا مسه بشهوة فإنه لا يحرم، أما مس الشعر الملاصق للرأس فإنه يحرم على الراجح. ثالثها: أن يكون المس بشهوة، وحد الشهوة في مس الرجل للمرأة أن تتحرك آلته، أو تزيد حركتها إذا كانت متحركة من قبل مسها وحدها إذا مست المرأة الرجل أن يتحرك قلبها وتشعر باللذة، ومثل المرأة الشيخ الكبير رابعها: أن يغلب على ظن الرجل صدق المرأة إذا أخبرته أنها تلذذت بمسه، ويغلب على أب الرجل وابنه صدقه في قوله إنه تلذذ بمسها وإلا فلا تحرم. خامسها: أن تكون اللذة مقارنة للمس، فإذا مسها بدون لذة ثم وجد اللذة بعد فلا تحرم. سادسها: أن لا ينزل بالمس كما عرفت. سابعها: أن لا تكون الممسوسة دون تسع سنين، وأن يكون الماس له شهوة، فإذا كانت صغيرة أو كانت كبيرة والماس مراهقاً، فإنه لا يحرم.[۳۵]

مس کرنے یعنی ہاتھ لگانے سے جو حرمتِ مصاہرت ثابت ہوتی ہے اس کی چند شرائط ہیں:

پہلی یہ کہ دونوں جسموں کے درمیان کوئی شے حائل نہ ہو یا ہو تو کوئی باریک سی شے حائل ہو جو بدن کی گرمی محسوس ہونے سے مانع نہ ہو۔

دوسری یہ کہ وہ بال جو سر سے نیچے لٹکے ہوئے ہوں انہیں چھونے سے حرمت ثابت نہیں ہوگی، بلکہ صرف ان بالوں کو چھونے سے حرمت ثابت ہوگی جو سر سے ملے ہوئے ہوں۔

تیسری یہ کہ چھوتے وقت جانبین میں یا کسی ایک میں شہوت پیدا ہو، مرد کے لیے شہوت کا معیار یہ ہے کہ اس کے آلہ تناسل میں انتشار پیدا ہوجائے، اور اگر آلہ تناسل پہلے سے منتشر ہو تو اس میں اضافہ ہوجائے، اور بیمار اور بوڑھے مرد جن کو انتشار نہیں ہوتا اور عورتوں کے لیے شہوت کا معیار یہ ہے کہ دل میں ہیجان کی کیفیت پیدا ہو اور دل کو لذت حاصل ہو، اور دل کا ہیجان پہلے سے ہو تو اس میں اضافہ ہوجائے۔

چوتھی یہ کہ اگر چھونے والی عورت ہے اور وہ شہوت کا دعوی کرے یا چھونے والا مرد ہے اور وہ شہوت کا دعوی کرے تو شوہر کو اس خبر کے سچے ہونے کا غالب گمان ہو۔

پانچویں شرط یہ کہ چھوتے وقت لذت محسوس ہوئی ہو، اگر چھونے کے بعد لذت محسوس ہوئی تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔

چھٹی شرط یہ کہ چھونے سے انزال نہ ہوا ہو۔

ساتویں شرط یہ کہ جس لڑکی کو مس کیا وہ نو سال سے کم نہ ہو، اگرچہ مس کرنے والے نے شہوت محسوس کی ہو۔ اسی طرح لڑکی چھوٹی ہو یا بڑی اگر مس کرنے والے میں بلوغت کے آثار نہ ہوں تو حرمت مصاہرت نہیں ہوگی۔

نظر سے حرمتِ مصاہرت کا ثبوت:

فقہائے احناف کے نزدیک شہوت کے ساتھ دیکھنے سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے۔ امام ابن ابی شیبہ اپنی اسانید کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: مَنْ نَظَرَ إِلَی فَرْجِ امْرَأَةٍ، لَمْ تَحِلَّ لَهُ أُمُّهَا، وَلَا ابْنَتُهَا۔ [۳۶]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی عورت کی فرج (شرمگاہ) کی طرف دیکھا اس شخص کے لیے اس عورت کی ماں اور اس کی بیٹی حلال نہیں ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ، قَالَ: لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ إِلَی رَجُلٍ نَظَرَ إِلَی فَرْجِ امْرَأَةٍ وَابْنَتِهَا۔[۳۷]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالی اس شخص کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو کسی عورت اور اس کی بیٹی کی فرج کی طرف دیکھے۔

علامہ عبدالرحمٰن بن محمد جزیری لکھتے ہیں:

ویشترط فی النظر أمور: الأول أن یکون إلی داخل الفرج المدور خاصة علی الراجح، وهذا لا یکون إلا إذا کانت متکئة، فلو کانت واقفة، أو جالسة غیر مستندة فإنه لا یری وإذا کانت الناظرة المرأة فالشرط أن تنظر إلی الذکر خاصة، أما النظر إلی باقی بدنها أو بدنه فإنه لا یوجب التحریم. والثانی أن یکون النظر بشهوة مقارنة له کما فی اللمس، وحد الشهوة هنا کحدها فی اللمس علی الراجح. الثالث: أن یری نفس الفرج لا صورته المنطبعة فی مرآة أو ماء، فلو کانت متکئة ورأی صورة فرجها الداخل فی المرآة بشهوة فإنها لا تحرم، وکذا لو کانت کذلک علی شاطیء ماء، أما إذا کانت موجودة فی ماء صاف فرآه وهی فی نفس الماء فإن الرؤیا علی هذا تحرم لأنه رآه بنفسه لا بصورته. الرابع أن تکون الشهوة مقارنة لنفس النظر. الخامس: أن لا ینزل کما تقدم فی اللمس. السادس: أن لا تکون المنظورة صغیرة لا تشتهی، أو میتة، أو یکون الناظر مراهقاً کما تقدم.[۳۸]

دیکھنے سے حرمت مصاہرت عائد ہونے کی چند شرائط ہیں:

پہلی یہ کہ مرد نے عورت کی اندام نہانی کے اندرونی حصے کو دیکھا ہو۔اسی طرح عورت کو دیکھنے کی شرط یہ ہے کہ اس نے مرد کے عضو خاص کو دیکھا ہو۔مرد یا عورت کے باقی حصے پر نظر ڈالنے سے حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔

دوسری یہ کہ دیکھنے کے وقت شہوت کا ہیجان ہو جیسا کہ لمس میں ذکر ہوا۔

تیسری یہ کہ مرد نے بعینہٖ شرم گاہ کے اندرونی حصے کو دیکھا ہو، پانی یا شیشے وغیرہ میں اس کا عکس دیکھنے سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔

چوتھی یہ کہ شہوت دیکھنے کے ساتھ ملی ہوئی ہو، اگر دیکھتے وقت شہوت پیدا نہ ہو، پھر بعد میں شہوت پیدا ہو تو اس کا اعتبار نہیں ہے، اس سے حرمتِ مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔

پانچویں یہ کہ انزال نہ ہوا ہو۔

Scanned with CamScanner

چھٹی شرط یہ کہ جس کو دیکھا ہو وہ چھوٹی عمر کی نہ ہو یا مردہ نہ ہو یا دیکھنے والے میں بلوغت کے آثار پیدا نہ ہوئے ہوں۔

یہ شرائط ذکر کرنے کے بعد علامہ لکھتے ہیں:

ولا فرق بين اللمس والنظر بشهوة بين عمد ونسيان وإكراه، فالكل تثبت به حرمة المصاهرة۔[۳۹]

اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ لمس کرنا یا نظر ڈالنا قصداً ہو یا بھولے سے ہو یا مجبوری سے۔ بہر صورت حرمت مصاہرت ثابت ہوجاتی ہے۔

چھونے اور دیکھنے سے حرمت مصاہرت واقع ہونے پر فقہائے احناف پر اعتراض کیا جاتا ہے کہ فی زمانہ یہ مسئلہ بہت سنگین صورتحال اختیار کرتا جارہا ہے۔ معاشرے کے اخلاقی بگاڑ اور مردوزن کے اختلاط کی وجہ سے یہ معاملہ بہت زیادہ ہوتا دکھائی دے رہا ہے۔ لوگوں کے سامنے جب اس طرح کا حکم پیش کیا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں لاعلمی اور غلطی کی وجہ سے انسان کی بیوی کا ہمیشہ کے لیے حرام ہوجانا اور بنے بنائے گھر اور خاندان کا آناً فاناً اجڑ جانا سمجھ سے بالاتر ہے، اس کے بعد حلال ہونے کی کوئی بھی صورت نہ رہے یہ اور بھی حیران کن ہے، اور خاص کر جب میاں بیوی شرعی پابندیوں کے ساتھ زندگی گزار رہے ہوں، اور غلطی ان میں سے کسی سے سرزد نہ ہو، بلکہ کسی اور کی طرف سے اس طرح کی حرکت کا صدور ہوا ہو مثلاً کسی عورت کے سسر نے اپنی بہو کی شرم گاہ کو چھپ کر دیکھ لیا یا ساس نے اپنے داماد کی شرم گاہ کو دیکھ لیا، ایسی صورت میں مذکورہ عورت کے اپنے شوہر یا مذکورہ داماد کے اپنی بیوی پر ہمیشہ کے لیے حرام ہوجانے کا مسئلہ سب سے زیادہ حیران کن ہے۔ لہٰذا تمام مذکورہ بالا مسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے مناسب حل نکالا جائے اور حرمت مصاہرت کے مسئلہ میں کوئی نہ کوئی رعایت نکالی جائے اور اس مسئلہ میں ''مفقود الخبر'' کی طرح مذہب غیر پر فتویٰ دینے کی اجازت دی جائے کیونکہ اس سے بنا بنایا گھر اجڑ جاتا ہے، خاص کر جب بچے بھی ہوچکے ہوں، اور مرد وعورت عمر رسیدہ ہوں، اور ایک دوسرے کے علاوہ کوئی سہارا بھی نہ ہو، میاں بیوی کے درمیان تفریق میں سخت حرج لاحق ہوتا ہے۔

یاد رہے کہ مصاہرت کے مسئلے کو ''مفقود الخبر'' کے مسئلہ پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ مفقود الخبر کے مسئلہ میں فقہ حنفی پر عمل کرنا شدید دشوار تھا کیونکہ شوہر کے غائب ہونے کی صورت میں عورت کے

پاس اس کے سوا کوئی چارا نہیں تھا کہ وہ شوہر کی زندگی کے ستر سال انتظار کرے۔ دوسرے لفظوں میں وہ دوسرا نکاح کر ہی نہیں سکتی تھی۔ ظاہر ہے کہ اتنا طویل عرصہ کسی عورت کا عفت و پاکدامنی کے ساتھ بغیر شوہر کے گزارنا انتہائی مشکل ہے۔ جبکہ حرمت مصاہرت میں یہ مسئلہ نہیں ہے۔ حرمت مصاہرت ثابت ہونے کے بعد عورت عدت گزار کر کسی سے بھی نکاح کر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ دیکھنے اور چھونے سے حرمت مصاہرت کی جو شرائط فقہاء نے بیان کی ہیں تو وہ بہت کڑی اور سخت شرائط ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ کوئی مرد کسی لڑکی کو شہوت کے ساتھ دیکھ لے تو اس سے حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے بلکہ یہاں فقہاء نے عورت کی شرمگاہ کی قید لگائی ہے اور نہ صرف شرمگاہ بلکہ شرمگاہ کے اندرونی حصے کو دیکھنے کی قید لگائی ہے اور وہ بھی شہوت کے ساتھ۔ یعنی اگر کوئی سسر شہوت کے ساتھ اپنی بہو کی شرمگاہ کے اندرونی حصے کو دیکھے گا تو حرمت مصاہرت ثابت ہوگی ورنہ پورے جسم کے کسی بھی حصے کو دیکھنے سے حرمت ثابت نہیں ہوگی۔ یقینی طور پر یہ نادر الوقوع ہے کیونکہ عورت اگر برہنہ بھی ہو تب بھی اس کی شرمگاہ کے اندرونی حصے کی طرف نظر نہیں جا سکتی۔ لہٰذا یہاں مخالفین کا اعتراض باطل ہے کہ شہوت کے ساتھ دیکھنے کا معاملہ کثیر الوقوع ہے اور اس حکم پر آسانی کی راہ نکالی جائے۔ اگر اس کی شرائط پر غور کیا جائے تو واضح ہو جائے گا کہ عام حالات میں ایسا ہونا ناممکن ہے۔

جہاں تک شہوت کے ساتھ چھونے کا تعلق ہے تو فقہائے احناف نے اس کی بھی کڑی شرائط بیان کی ہیں کہ کسی عورت کو چھونا شہوت کے ساتھ ہو اور درمیان میں کوئی کپڑا حائل نہ ہو۔ اگر پہلے چھو لیا پھر بعد میں شہوت پیدا ہوئی تو حرمت مصاہرت ثابت نہیں ہوگی۔ اسی طرح اگر شہوت کی حالت میں کسی عورت کو چھوا تو شہوت میں اضافہ ضروری ہے۔ بدقسمتی سے ان شرائط کے باوجود معاشرے کے بگاڑ اور اخلاقی زوال کی وجہ سے شہوت کے ساتھ چھونے کے معاملہ کو نادر الوقوع نہیں کہا جا سکتا۔ میڈیا اور سوشل میڈیا کی بے لگامی کی وجہ سے مغربی تہذیب کی عکاسی اور نامحرموں کا آپس میں اختلاط اور میل جول بہت عام ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ اس حکم میں آسانی پیدا کرنے کی کوئی راہ نکالی جائے یا مذہب غیر پر فتویٰ دیا جائے۔ اس سلسلے میں مطلقاً مذہب غیر پر فتویٰ دینا لوگوں کو غلط کام کی ترغیب دینے کے مترادف ہے۔ جو لوگ اس برائی سے دور ہیں، حکم میں آسانی کی وجہ سے وہ بھی اس برائی کا شکار ہو سکتے ہیں۔ اس معاملہ میں فقہ حنفی میں سخت حکم اس وجہ سے ہے کہ لوگ ان برائیوں سے دور رہیں۔ لمس (چھونے) کے معاملے میں اصل حکم تو وہی

ہے جو بیان ہوا لیکن معاملہ کی نوعیت، حساسیت اور سنگینی کو دیکھتے ہوئے بعض مفتیانِ کرام بعض مخصوص صورتوں میں گنجائش نکالتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ جب ان کے پاس اس طرح کا کوئی معاملہ آتا ہے تو وہ اس کی تفتیش کرتے ہیں کہ جس سے یہ غلطی سرزد ہوئی ہے، معاشرے میں اس کا کردار کیسا ہے؟ گھر والوں کے ساتھ اس کا رویہ کیسا ہے؟ گھریلو ماحول کیسا ہے؟ وہ شخص برائیوں سے دور رہتا ہے یا نہیں؟ وہ شخص پاکدامن ہے یا نہیں؟ ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے معاملہ کی نوعیت کو پرکھا جاتا ہے۔ اگر کہیں کوئی ایسا معاملہ پیش آجائے جہاں واقعی انسان سے خطا ہوگئی ہو مثلاً کوئی شخص پارسا ہو، نمازی ہو، معاشرے اور خاندان میں اس کی پاکدامنی کا شہرہ ہو، اس کا گھر بھی برائیوں کی آماجگاہ نہ ہو، گھرانہ نیک خصلت کا حامل ہو تو ایسے گھر کے فرد سے بالفرض کوئی غلطی سرزد ہوجائے یعنی ایسے گھر میں رہنے والے سسر نے اپنی بہو کو شہوت کے ساتھ چھولیا اور اس میں وہ تمام شرائط پائی گئیں جس کی وجہ سے حرمت مصاہرت کا حکم لگتا ہے تو ایسے کیس کی نوعیت الگ ہے اور اس معاملہ کو الگ انداز سے پرکھا جائے گا۔ کیونکہ لمس کا معاملہ اگرچہ انتہائی سنگین ہے لیکن ایسے موقع پر مفتیانِ کرام مذہبِ غیر پر فتویٰ دینے کی راہ نکالتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر کوئی ایسا گھرانہ ہو جو برائیوں کی آماجگاہ ہو، اس کے گھر والوں کا کردار بھی مشکوک ہو، خواتین کے ساتھ میل جول اور اختلاط ان کا شیوہ ہو۔ اور وہاں کوئی لمس کا معاملہ پیش آجائے تو ایسے موقع پر علماء وہی حکم بیان کرتے ہیں جو مذکور ہوا کیونکہ یہ اس شخص کے کردار کی سزا ہے۔ اور اس کی سزا یہی ہونی چاہیے۔

مختصر یہ کہ لمس (چھونے) کے معاملہ میں فی زمانہ برائیوں کے کثیر الوقوع ہونے کو بنیاد بنا کر احناف کے حکم سے انحراف نہیں کیا جاسکتا کیونکہ یہ گناہ میں آسانی پیدا کرنے کا ایک راستہ ہے۔ ہاں البتہ کہیں کوئی ایسا واقعہ پیش آجائے جہاں جید اور معتبر علماء و مفتیانِ کرام سمجھتے ہوں کہ یہاں آسانی اور چھوٹ ہونی چاہیے تو وہ اپنی ذمہ داری پوری کرتے ہوئے معاملہ کی حساسیت اور نوعیت کو دیکھتے ہوئے حکم میں آسانی دے سکتے ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ سورۃ الفرقان: 54۔

۲۔ سورۃ النساء: 23۔

۳۔ قرطبی، ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی، ''الجامع لاحکام القرآن (المعروف: تفسیر قرطبی)''، دارالکتب المصریہ، قاہرہ، الطبعۃ الثانیۃ 1384ھ، ج5،ص105۔106۔

۴۔ جزیری، عبد الرحمٰن بن محمد، ''الفقہ علی مذاہب الاربعۃ''، دارالکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1424ھ، ج4،ص61۔

۵۔ نظام الدین، ''فتاویٰ ہندیہ''، دارالفکر، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1310ھ، ج1،ص274۔

۶۔ سورۃ النساء:22۔

۷۔ علاء الدین، ابو بکر مسعود بن احمد الکاسانی، ''بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع''، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1406ھ، بدائع الصنائع، ج2،ص260۔

۸۔ جزیری، عبد الرحمٰن بن محمد، ''الفقہ علی مذاہب الاربعۃ''، ج4،ص61۔

۹۔ ایضاً، ج4،ص62۔

۱۰۔ نسفی، ابوالبرکات احمد بن محمد، ''مدارک التنزیل وحقائق التاویل (المعروف: تفسیر النسفی)''، دارالکلم الطیب، بیروت الطبعۃ الاولیٰ 1419ھ، ج1،ص345۔

۱۱۔ ابن منظور، ابوالفضل جمال الدین افریقی، ''لسان العرب''، دار صادر، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ 1414ھ، ج2،ص626۔

۱۲۔ اصفہانی، ابو القاسم حسین بن محمد راغب، ''تفسیر الراغب''، ناشر کلیۃ الآداب، الطبعۃ الاولیٰ 1420ھ، ج3،ص1158۔

۱۳۔ ابن جوزی، ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد، ''زاد المسیر فی علم التفسیر''، دار الکتاب العربی، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ 1422ھ، ج1،ص387۔

۱۴۔ سمرقندی، ابواللیث نصر بن محمد، ''بحر العلوم''، المکتبۃ الشاملۃ، ج1،ص291۔

۱۵۔ جصاص، ابوبکر احمد بن علی رازی، ''احکام القرآن''، داراحیاء التراث العربی، بیروت، الطبعۃ 1405ھ، ج3،ص50۔

۱۶۔ ایضاً، ج3،ص51۔

۱۷۔ سعیدی، علامہ غلام رسول، '' تبیان القرآن''، فرید بک اسٹال لاہور، الطبع السابع 1432ھ، ج8، ص258۔

۱۸۔ سورۃ البقرۃ:230۔

۱۹۔ سورۃ النساء:6۔

۲۰۔ سورۃ النور:32۔

۲۱۔ سورۃ الاحزاب:49۔

۲۲۔ سورۃ النساء:3۔

۲۳۔ ابن ابی شیبہ، ابوبکرعبد اللہ بن محمد، ''المصنف فی الاحادیث وال آ ثار''، مکتبۃ الرشد، ریاض، الطبعۃ الاولیٰ 1409ھ، ج3،ص480، رقم الحدیث:16232۔

۲۴۔ ایضاً، رقم الحدیث:16237۔

۲۵۔ ایضاً، رقم الحدیث:16238۔

۲۶۔ ایضاً، رقم الحدیث:16241۔

۲۷۔ صنعانی، عبدالرزاق بن ہمام، ''المصنف (المعروف: مصنف عبدالرزاق)'' المکتب الاسلامی، بیروت، الطبعۃ الثانیۃ 1403ھ، ج7،ص197، رقم الحدیث:12761۔

۲۸۔ ایضاً، رقم الحدیث:12762۔

۲۹۔ ایضاً، ج7،ص198، رقم الحدیث:12763۔

۳۰۔ مرغینانی، ابوالحسن علی بن ابی بکر، ''الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی''، داراحیاء التراث العربی بیروت، سن، ج1،ص187۔

۳۱۔ علاء الدین ، ابو بکر مسعود بن احمد الکاسانی، ''بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع''، ج2،ص261۔

۳۲۔ ابن ابی شیبہ، ''المصنف فی الاحادیث وال آ ثار''، ج3،ص481، رقم الحدیث:16240۔

۳۳۔ زیلعی، فخر الدین عثمان بن علی، ''تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق''، المطبعۃ الکبری الامیریۃ، القاہرۃ، الطبعۃ الاولیٰ 1313ھ، ج2،ص106۔

۳۴۔ علاء الدین ، ابو بکر مسعود بن احمد الکاسانی، ''بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع''، ج2،ص261۔

۳۵۔ جزیری، عبدالرحمٰن بن محمد، ''الفقہ علی مذاہب الاربعۃ''، ج4،ص62۔63۔

۳۶۔ ابن ابی شیبہ، ''المصنف فی الاحادیث وال آ ثار''، ج3،ص480، رقم الحدیث:16235۔

۳۷۔ ایضاً، رقم الحدیث:16234۔

۳۸۔ جزیری، عبدالرحمٰن بن محمد، ''الفقہ علی مذاہب الاربعۃ''، ج4،ص63۔

۳۹۔ محولہ بالا۔

”گلیوں“ سے متعلق معاملات اور مسائل

قسط چہارم

مفتی وزیر احمد

گلیوں کے احکام ومسائل بظاہر معمولی نظر آتے ہیں کہ ان کی جانب کوئی التفات ہی نہیں کرتا، اور فی زمانناعلماء وفقہاء بھی ان پر کم ہی گفتگو کرتے ہیں۔لیکن اسٹریٹ کرائم کی طرح جب یہ بڑھ جائیں تو پھر ہر شخص ان سے متاثر ہوتا ہے،شہری زندگی میں لوگوں کا اپنے گھروں کی دیواروں کے ساتھ ملبہ ڈال دینے اور گیلریوں کی جگہ کو گھر کا حصہ بنالینے اور پھر گلیوں میں پارکنگ کی جگہ نہ ہونے کے باوجود گاڑیاں کھڑی کر کے راستے کو تنگ کردینے جیسے معاملات سے ہر شہری کو واسطہ پڑتا ہے لیکن چونکہ وہ خود بھی وہی کر رہا ہوتا ہے تو پھر کچھ بول بھی نہیں سکتا۔اس طرح ہم ایک دوسرے کے لئے مسائل پیدا کرتے ہیں۔مفتی وزیر احمد صاحب کواللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے، کہ انہوں نے بعض بنیادی اور حساس قسم کے مسائل پر قلم اٹھایا ہے......انہی سے ملتے جلتے مسائل میں رشوت دے کر گھروں اور بنگلوں کے ایسے نقشے پاس کرانا بھی ہے جوقواعد وضوابط کے خلاف ہوتے ہیں، اور جن کے نتیجہ میں کی جانے والی تعمیرات آئندہ لوگوں کے لئے مسائل پیدا کرتی ہیں......کمرشل بلڈنگز کے ساتھ پارکنگ کی جگہ نہ چھوڑنا اور پھر ساری پارکنگ پلازوں کے ساتھ مین روڈ یا سائڈ روڈ پر کر کے ٹریفک جام کے مسائل پیدا کرنے کے ذمہ دار بھی ہم شہری ہی ہوتے ہیں مگر کوستے کسی اور کو ہیں۔رشوت لے کر بازاروں اور سڑکوں پر ٹھیلے اور پتھارے لگوانا اور خود ہی انکورچمنٹ کروانا پھر ان کے خلاف کاروائی کے نام پر ان پر چڑھائی کردینا بھی ہماری سوسائٹی کا معمول بن گیا ہے، امید ہے مفتی صاحب ان مسائل پر بھی تحقیق کے ساتھ لکھیں گے۔اللہ توفیق اور ہمت مرحمت فرمائے۔آمین۔(مجلس ادارت)

گلیوں اور عام گزرگاہوں میں میٹیریل، خس وخاشاک اور نکمی اشیاء پھینکنے کا حکم۔

گلیوں میں ضرررساں متنوع اشیاء پھینکنے اورڈالنے کا اس قدر رواج عام ہے کہ عامۃ الناس کا اپنے آپ کو ان چیزوں کے ذریعہ گلیوں سے گزرنے والے لوگوں کو پہنچنے والے نقصان کا ذمہ دار ٹھہرانا تو کجا بلکہ اپنے گھر کے مدمقابل گلی کا حصہ ہر طرح کے تصرف میں لانا اپنا حق سمجھتے ہیں، خواہ بوسیدہ مکانات یا نئے گھر کی تعمیر کے لئے لایا جانے والا سامان یا ملبہ گلی کے بیچ میں رکھ دیں یا اپنے گھر کی چھت کی لپائی کے لئے راستہ کے عین وسط میں ''گارا'' تیار کرلیں، کوڑا کرکٹ، اشیاء خوردونوش کے چھلکے گزرگاہ پر پھینکنا تو روزہ مرہ کا معمول ہے، گھر کے ساتھ والا پلاٹ اگر خالی پڑا ہو تو ایسے اوصاف کے حاملین صاحبان عمر بھر کا ملبہ وہاں ڈالنا گویا ایک نوع خوش قسمتی سمجھتے ہیں، ایسے پلاٹ میں گھر تعمیر کرنے والا آدمی جب اپنے پلاٹ کا حشر اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہے تو اسے ہمسائگان کی تہذیب وتمدن کا بخوبی اندازہ نہیں بلکہ یقین ہوجاتا ہے، مگر جب اُسے اور گھروں کے ساتھ خالی پڑے ہوئے تمام پلاٹوں کے ساتھ محلہ داروں کا ویسا ہی سلوک نظر آتا ہے تو پھر ایسے محلہ سے پلاٹ فروخت کرکے اور جگہ خریدنا بے سود ہے سمجھتا ہے۔

حالانکہ نئے مکانات کی تعمیر کے لئے اس قدر میٹریل منگوا کر گلی اور عام گزرگاہ میں رکھ دینا جس سے مکمل راستہ بند ہوجائے یا وہاں سے گزرنے والوں کو تکلیف ہو تو ایسا کرنا روا نہیں اور ایسے ہی پرانے مکانات گرانے کے بعد اُن کا ملبہ راستہ پر رکھ دینا یا نئے مکانات کی بنیادیں مضبوط کرنے کے لئے اتنی گہری کھدائی کرنا کہ وہاں سے نکلنے والی مٹی گلی میں ڈالنے کی صورت میں رکاوٹ پیدا ہوجائے، یہ درست نہیں ہے، ایسے عمل کے مرتکب صاحبان کل، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جوابدہ ہونگے، مزید برآنہا! گھروں کے سامنے گلی میں چھلکے، متفرق فالتو اشیاء اور گھر یا گلی کا کوڑا راستہ میں ایک جگہ جمع کردینا اور پھر نہ اٹھانا بھی جائز نہیں، اگر متذکرہ بالا اشیاء کسی کی جان یا مال کے ضیاع کا سبب بنیں تو ایسا کرنے والے نقصان کا تاوان دیں گے، کیونکہ راستہ میں منہدم مکانات کا ملبہ ڈالنا یا نئے مکانات کی تعمیر کے لئے کثیر مقدار میں میٹریل لاکر گلی میں رکھ دینا، ایسی اشیاء راستہ میں پھینکنا یا رکھنا جن سے پھسلن پیدا ہو اور وہاں سے گزرنے والے لوگ گر کر ہلاک ہوں یا انہیں زخم پہنچیں تو ایسا کرنا راستہ میں کنواں اور گڑھا کھودنے کے معنی میں ہے، جیسے عام گزرگاہ میں گٹر بنانے

والے اورگڑھے کھودنے والے نقصان کا باعث بننے سے تاوان ادا کریں گے، ایسے ہی مقدم الذکر موصوفان بھی نقصان کا تاوان ادا کریں گے۔

اگر عام گزرگاہ میں کوئی آدمی ایک یا زیادہ مقدار میں کیل پھینکتا ہے تو جتنی گاڑیوں کے ٹائروں کو نقصان پہنچے گا یا کیل کسی گاڑی کے الٹ جانے کا باعث بنیں گے تو کیل پھینکنے والے پر تاوان ہوگا۔ نیز کسی کے خالی پلاٹ کو کچرا کے ڈھیر میں بدلنے والے لوگوں سے پلاٹ کے مالک کا وہاں سے ملبہ اٹھوانے کا تقاضہ کرنا بالکل درست اور اس کا حق ہے۔

ملک العلماء علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وکذلک من کان فی معنی الحافر ممن یحدث شیء فی الطریق، کمن اخرج جناح الی طریق المسلمین او نصب فیه میزابا فصدم انسانا فمات ، او بنی دکانا او وضع حجرا او خشبة او متاعا او قعد فی الطریق لیستریح فعثر بشیء من ذلک عاثر فوقع فمات او وقع علی غیره فقتله۔

اور ایسے ہی (اس شخص پر نقصان کا تاوان ہوگا) جو کنواں کھودنے والے کی طرح عام گزرگاہ میں کسی (نقصان دہ عمل کا باعث اور موجب ہو) مثلاً کسی شخص نے مسلمانوں کے راستہ کی طرف روشن دان نکالا یا راستہ کی طرف پرنالہ (نکالکر) نصب کیا اور وہ کسی شخص سے ٹکرا گیا یا راستہ میں دکان بنائی یا پتھر، لکڑی، سامان رکھا یا راستہ میں آرام لینے کے لئے بیٹھ گیا، پھر مذکورہ اشیاء میں سے کسی سے کوئی آدمی متصادم ہوگیا اور گر کر مرگیا یا کسی اور پر گرا اور جس پر گرا وہ فوت ہوگیا۔

(بدائع الصنائع، ۶/۲۴۱، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ لاہور)

مزید ایک اور مقام میں لکھتے ہیں:

وقد قالوا فیمن وضع کناسة فی الطریق فعطب بها انسان انه یضمن لان التلف حصل بوضعه وهو فی الوضع متعد

اور مشائخ نے اس آدمی سے متعلق فرمایا ''جس نے راستہ میں کوڑا رکھا پھر اس (سے ٹکرا کر یا پھسل کر) کوئی انسان ہلاک ہوگیا تو (کوڑا پھینکنے والا) نقصان کا تاوان دے گا، کیونکہ ہلاکت کوڑا رکھنے کی وجہ سے ہوئی ہے اور کوڑا پھینکنے والا تصرف بے جا کرنے والا ہے۔ (بدائع الصنائع، ۶/۲۴۲، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ لاہور)

''الموسوعۃ الفقھیۃ'' میں ہے۔

۱۔ کل موضع لا یجوز له ان یضع فیه اشیاءہ یضمن ما ینشاء عن وضعها فیه من اضرار، ما دامت فی ذلک الموضع، فان زالت عنه لم یضمن

۲۔ کل من فعل فعلا لم یوذن له فیه، ضمن ما تولد عنه من ضرر

۱۔ ہر ایسا مقام جہاں اپنی اشیاء رکھنا جائز نہیں، وہاں پر سامان رکھنے سے جو بھی ضرر اور نقصان پہنچے گا اس کا تاوان سامان رکھنے والا دے گا، اگر سامان وہاں سے منتقل ہوجائے تو ضامن نہیں ہوگا۔

۲۔ ہر ایسا فعل جسکا اذن نہیں اس (فعل) سے جو بھی ضرر پیدا ہو اس کا تاوان ہوگا۔

(الموسوعۃ الفقھیۃ، ۲۸/۲۸۹، امیر حمزہ کتب خانہ کوئٹہ)

مزید اسی میں ہے ''ومن۔۔۔وضع حجرا او خشبة او قشر بطیخ او صب ماء، فزلق به انسان فما نشا من ذلک فهو مضمون علی فاعله، وهذا عند الحنابلة والحنفیة والشافعیة۔ وعند المالکیة یضمن فیما وضعه فی الطریق، کقشر البطیخ او صب الماء''

جس نے (راستہ میں) پتھر رکھا یا لکڑی، خربوزہ کا چھلکا، پانی ڈالا پھر اس سے کوئی انسان پھسل گیا تو جو کچھ اس سے نقصان ہوگا اس کا تاوان (مندرجات اشیاء) ڈالنے والے پر ہوگا اور یہ حنابلۃ، حنفیۃ اور شافعیۃ کے نزدیک ہے اور مالکیہ کے نزدیک جو کچھ وہ راستہ میں رکھے گا اس کا ضامن ہوگا، جیسا کہ خربوزہ کا چھلکا یا پانی ڈالا۔

(الموسوعۃ الفقھیۃ، ۲/۳۸۸، امیر حمزہ کتب خانہ کوئٹہ)

علامہ فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

وضع حجرا، او خشبة او متاع، او صب ماء فی الطریق، او قعد لیستریح، او لمرض اصابه فعثر بشیء من ذلک عابر، فوقع فمات، او وقع علی غیره، فقتله، او علی مال انسان، فهلک: فهو ضامن، لانه متعد، لان الطریق ماذون فیه للسیر لا غیر، فما تولد منه یکون مضمونا۔

(کسی نے راستہ میں) پتھر یا لکڑی، سامان رکھا یا راستہ میں پانی ڈالا یا (وہاں) استراحت کے لئے یا مرض کی وجہ سے بیٹھا (مندرجات میں سے) کسی چیز سے راہگیر ٹکر کھا کر گرا اور فوت ہوگیا یا وہ کسی

اور پر گر پڑا اور جس پر گرا وہ (اسی وجہ سے) مر گیا یا کسی انسان کے مال پر واقع ہوا اور وہ ہلاک ہو گیا تو تاوان دے گا کیونکہ وہ تصرف بے جا کرنے والا ہے، چونکہ راستہ میں چلنے کا اذن ہے، اس کے علاوہ کا نہیں، لہذا اس سے جو سرزد ہو گا اس کا تاوان ادا کرے گا۔

(تحفۃ الفقہاء، ۳۴۹، وحیدی کتب خانہ پشاور)

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

و القاء التراب و اتخاذ الطین فی الطریق بمنزلة القاء الحجر و الخشبة لما ذکرنا بخلاف ما اذا کنس الطریق فعطب بموضع کنسه انسان حیث لم یضمن لانه لیس بمتعد فانه ما احدث شیئا فیه انما قصد دفع الاذی عن الطریق حتی لو جمع الکناسة فی الطریق و تعقل به انسان کان ضامنا لتعدیه بشغله

۔راستہ میں مٹی ڈالنا اور گارا بنانا بمنزلہ (راستہ میں) پتھر ڈالنے اور لکڑی رکھنے کے ہے، بخلاف اس صورت کے کہ جب اس نے راستہ صاف کیا پھر اس صاف کردہ جگہ میں کوئی انسان ہلاک ہو گیا تو وہ تاوان نہیں دے گا کیونکہ وہ تصرف بے جا کرنے والا نہیں، اس لئے اس نے جو عمل کیا ہے اس سے اس کا قصد راستہ سے دفعِ اذیٰ ہے، ہاں! اگر اس نے راستہ میں کوڑا جمع کیا اور کوئی انسان اس سے پھسل گیا تو وہ تاوان دے گا، کیونکہ راستہ مصروف کرنے کی وجہ سے وہ متعدی ہے۔

(ہدایۃ، ۴/۵۹۶، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

علامہ فخر الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لو جمع الکناسة فی الطریق و تعقل به انسان ضمن لوجود التعدی بشغله الطریق

اگر راستہ میں کوڑا جمع کیا اور کوئی انسان اس سے پھسل گیا تو وہ تاوان دے گا، کیونکہ راستہ مصروف کرنے کی وجہ سے وہ متعدی ہے۔ (تبیین الحقائق، ۷/۳۰۲، امیر حمزہ کتب خانہ کوئٹہ)

شیخ الاسلام علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

والقاء التراب فی الطریق و اتخاذ الطین فیه بمنزلة القاء الحجر و الخشبة

راستہ میں مٹی ڈالنا اور گارا بنانا بمنزلہ (راستہ میں) پتھر ڈالنے اور لکڑی رکھنے کے ہے۔

(مبسوط ۲۷/۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ علاء الدین حصکفی اور شیخ شمس الدین تمرتاشی رحمۃ اللہ علیہا لکھتے ہیں:

(اووضع حجرا)اوترابااوطیناملتقی(فتلف به السان)لانه سبب (فان تلف به)ای بواحدمن المذکورات(بهیمة ضمن)ترجمہ

یا(راستہ میں) پتھر، مٹی ،گارا رکھا پھراس سے کوئی انسان ہلاک ہوگیا کیونکہ وہ سبب ہے ،اگر مذکورہ بالااشیاء کے ذریعے کوئی جانورتلف ہوگیاتووہ تاوان دے گا۔ (تنویرالابصار، درمختارمعہ فتاوی شامی، ۱۰/ ۲۶۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

واتخاذالطین فی الطریق بمنزلة القاء الحجرو الخشبة لان کل واحدمن ذلک مسبب بطریق من التعدی بخلاف مااذا کان فی ملکه لعدم التعدی

راستہ میں گارا بنانا(راستہ میں) پتھر پھینکنے اورلکڑی رکھنے کا قائم مقام ہے کیونکہ ان میں سے ہرایک تصرف بے جا کی وجہ سے مسبب ہے، البتہ یہ اشیاء اپنے ملک میں رکھیں تو پھرتعدی نہ ہونے کی وجہ سے(اس پرتاوان نہیں)

(بحرالرائق، ۹/ ۱۱۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

الشیخ عبدالغنی المیدانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

(اووضع حجرا)او خشبة او ترابا(فتلف بذلک انسان فدیته علی عاقلته

یاراستہ میں پتھر،لکڑی ،مٹی(ریت) رکھی اوراس سے انسان ہلاک ہوگیاتواس کی دیت اس کے عاقلہ پرہوگی (اللباب، ۳/ ۴۴، قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ فخرالدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

والقاء التراب واتخاذالطین فی الطریق بمنزلة القاء الحجرو الخشبة لان کل ذلک تسبیب بطریق التعدی بخلاف مااذا کان فی ملکه لعدم التعدی

راستہ میں مٹی ڈالنااورگارا بنانا بمنزلہ (راستہ میں) پتھر ڈالنے اورلکڑی رکھنے کے ہے کیونکہ یہ تمامی اشیاء بطریق تعدی سبب بن رہی ہیں بخلاف اس صورت کے جب اس کے ملک میں ہوں کیونکہ پھرتصرفِ بے جانہیں ہوگا۔

(تبیین الحقائق، ۷/ ۳۰۲، امیر حمزہ کتب خانہ کوئٹہ)

فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

والقاء التراب واتخاذ الطین فی الطریق بمنزلۃ وضع الحجر

راستہ میں مٹی ڈالنا اور گارا بنانا بمنزلہ (راستہ میں) پتھر ڈالنے اور لکڑی رکھنے کے بمنزلہ ہے۔ (فتاویٰ نوازل، ۴۴۰، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ولو ان رجلا کنس طریقا لم یکن علیہ فی ذلک ضمان لو عطب بہ انسان الا ان یکون جمع الکناسۃ فی موضع فی الطریق فتعقل بہا انسان فلو کان کذلک کان الذی کنس ضامنا

اور اگر کسی شخص نے راستہ صاف کیا (پھر صاف کردہ جگہ میں) کوئی انسان پھسل کر ہلاک ہوگیا تو اس پر تاوان نہیں، ماسوا اس صورت کے اگر اس نے راستہ میں کوڑا جمع کیا اور کوئی انسان اس سے پھسل گیا تو وہ تاوان دے گا بشرطیکہ جیسے اس نے کوڑا جمع کیا اس طرح ہو (ہندیہ، ۶/ ۴۱، دار احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ ڈاکٹر وھبۃ الزحیلی لکھتے ہیں:

لو طرح ترابا بالطریق لیطین بہ سطحہ، او وضع حجرا او خشبۃ او متاعا فزلق بہ انسان، ضمنہ۔ وکذلک لو طرح قمامات (کناسۃ) وقشور بطیخ فی طریق، او صب ماء فی الطریق، فتلف بفعلہ شیء، او قعد فی الطریق للاستراحۃ او لمرض فعثر بہ عابر، فوقع فمات او وقع علی غیرہ فقتلہ، یکون مضمونا، لان الانتفاع بالطریق مشروط بسلامۃ العاقبۃ، ولان فیہ ضررا علی المسلمین۔

(اگر کسی نے) راستہ میں اس لئے مٹی ڈالی تاکہ اپنے (گھر کی) چھت کی لپائی کرے، یا پتھر رکھا لکڑی، سامان اور اس سے انسان پھسل گیا تو وہ ضمان دے گا اور ایسے اگر راستہ میں کوڑا اور خربوزہ کے چھلکے پھینک دئے یا راستہ میں پانی ڈال دیا پھر اس کے ایسے عمل سے کوئی چیز تلف ہوگئی یا راستہ میں استراحت یا مرض کی وجہ سے بیٹھ گیا پھر اس سے کوئی گزرنے والا ٹکرا کر گر گیا اور اس کی وفات واقع ہوگئی یا وہ کسی اور پر گرا اور جس پر گرا وہ مر گیا تو اس پر تاوان ہوگا، کیونکہ راستہ سے نفع

اٹھانا انجام کی سلامتی کی شرط کے ساتھ مشروط ہے اوراس میں مسلمانوں کے لئے ضرر رہے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ،۶/ ۳۵۶،مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

گلی اورراستہ میں پڑی ہوئی اشیاء کو بجائے مستقل ٹھکانے لگانے کی وہاں ہی اِدھراُدھر کرتے رہنا۔

گلیوں اور چوراہوں میں پڑی ہوئی ایسی چیزیں جوگزرنے والوں کی جان اور مال کے ضیاع کا باعث بنیں،ان سے متعلق اصل ترغیب تو راستہ سے ہٹانے کی ہے،چنانچہ حدیث پاک میں ہے"ان المومن لیوجر فی اماطۃ الاذی عن الطریق"کہ مومن کوراستہ سے تکلیف دہ اشیاء ہٹانے میں اجردیاجاتاہے۔حدیث پاک میں تکلیف دہ اشیاء سے متعلق یہ قید نہیں کہ جوچیزاپنی ذات کے لئے اذیت رساں ہواس کے دورکرنے میں ثواب ملتاہے بلکہ مطلقاً بیان کیاگیاکہ تکلیف دہ ہو،خواہ جس کے لئے بھی ہو،اگراشیاء کوراستہ سے ہٹانے میں یہ معنی مفقودہوں بلکہ دورکرنے کا عمل توپایاجائے مگروہ چیزتکلیف دہ اسی طرح رہے یامزید ضرررسانی پائی جائے توپھراجروثواب توکجابلکہ جوابدہ ٹھہرناپڑے گامثال کے طورپراگرایک گلی میں کسی کاگھرکاہے،اس گھرکامالک رات کوجب واپس آیاتواس کے گھرکے دروازہ کے سامنے بدبودارچیزپڑی ہوئی تھی جورات کی تاریکی میں کسی نے وہاں رکھ دی یامراہواحیوان پڑاتھا،علاوہ ازیں بیسیوں ایسی اشیاء لوگ ایک دوسرے کے دروازوں پرپھینک دیتے ہیں،تولاشعوری اورغصہ کے عالَم میں لوگ اپنے دروازہ کے سامنے سے اٹھاکرمدمقابل یادائیں بائیں کسی اورکے دورازہ اورراستہ پررکھ دیتے ہیں،نیز راستہ کی جس سمت سے لوگ گاڑیوں میں یاپیدل سفرکررہے ہوتے ہیں،ان کی سمت میں راستہ پراگرکوئی چیزرکاوٹ بن جائے تولوگ گاڑی سے اترکرآرام سے اس چیزکوپکڑکرراستہ کی دوسری سمت یابالکل راستہ کے درمیان میں رکھ کرخودگزرجاتے ہیں۔

حالانکہ راستہ اورگلیوں میں نقصان کاسبب بننے والی پڑی ہوئی اشیاء کوراستہ اورگلی میں جابجاگھمانے اوررکھنے کی بجائے کسی ایسی جگہ اٹھاکرڈالناچاہئے جہاں پرکسی کے مال اورجان کے نقصان کاسبب نہ بنے،اگراپنے دروازہ کے سامنے سے اٹھاکرگلی میں کہیں اورجگہ پھینک دیا،یاسفرکے دوران سڑک پرپڑی ہوئی اشیاکوایک جگہ سے اٹھاکرراستہ کے دوسرے حصہ میں رکھ دیاتوپھراگرایسی اشیاء سے کوئی آکرٹکراجائے اوراس کی مال وجان کانقصان ہوجائے توجس شخص نے پہلے ایسی اشیاء ڈالی تھیں اس پرنقصان کاتاوان نہیں ہوگابلکہ جس نے ایک جگہ سے گلی کے دوسرے

حصہ میں نقل کیں نقصان کا تاوان اس پر ہوگا کیونکہ پہلے کے فعل کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

اگر کسی نے وہاں سے منتقل کر دیا تو پھر تاوان منتقل کرنے والے پر ہوگا لہذا راستہ پر اگر کسی نے کوئی ضرر رساں چیز ڈال دی تو کوئی آدمی اس کو اس لئے اٹھا کر راستہ کے اور مقام میں رکھ دیتا ہے تاکہ میرے گھر کے سامنے نہ پڑی رہی تو پھر اگر اس چیز سے نقصان ہو تو منتقل کرنے والے پر تاوان ہوگا۔

علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ولو وضع حجرا فنحاہ غیرہ عن موضعه فعطب به انسان فالضمان علی الذی نحاہ لان حکم فعله قد انتسخ لفراغ ما شغله وانما اشتغل بالفعل الثانی موضع اخر

اور اگر (کسی نے راستہ میں) پتھر رکھا پھر کسی اور نے وہاں سے ہٹا دیا اور کوئی انسان اس سے (پھسلنے یا ٹکر کھانے سے) ہلاک ہوگیا تو تاوان پتھر ہٹانے اور دور کرنے والے پر ہوگا کیونکہ پہلے (آدمی کے) فعل کا حکم منسوخ ہو چکا ہے، جہاں اس نے (پتھر رکھا تھا) وہ جگہ فارغ ہونے کی وجہ سے اور دوسرے آدمی (جس نے پتھر کو وہاں سے ہٹایا) اس کے فعل سے اور مقام مصروف ہوگیا ہے۔ (ہدایہ، ۴/۵۹۶، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

شیخ الاسلام علامہ سرخسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

(وان وضع حجرا فنحاہ آخر فضمان ما تلف به علی الثانی) لان فعل الاول قد انتسخ فکان الضمان علی الذی نحاہ لفراغ ما شغله وانما اشتغل بفعل الثانی موضع آخر۔ واذا نحی رجل شیئا من ذلک عن موضعه فعطب به آخر، فالضمان علی الذی نحاہ، وقد خرج الاول من الضمان؛ لان حکم فعله قد انفسخ بفراغ الموضع الذی شغله بما احدث فیه۔

اور اگر ایک آدمی نے پتھر رکھا پھر دوسرے آدمی نے وہاں سے ہٹا دیا تو اس سے جو کچھ نقصان ہوگا اس کا تاوان دوسرے آدمی پر ہوگا، کیونکہ پہلے انسان کا فعل منسوخ ہو چکا ہے، لہذا تاوان اس پر ہوگا جس نے پتھر نقل کیا ہے، کیونکہ جس مقام پر پہلے آدمی نے (پتھر رکھا تھا) وہ جگہ تو خالی ہو چکی ہے اور دوسرے آدمی کے فعل سے اور مقام مصروف ہوگیا ہے۔ جب ایک آدمی نے (راستہ پر رکھی ہوئی) چیز کو اس جگہ سے ہٹا دیا تو اس سے سے ہلاک ہونے والے کے نقصان کا تاان بھی اسی پر ہوگا، پہلا تو ضمان سے نکل گیا ہے کیونکہ جس مقام پر اس نے چیز رکھ کر اس جگہ کو مصروف کیا تھا وہ جگہ تو فارغ

ہونے سے اس کے فعل کا حکم بھی منسوخ ہو گیا ہے۔ (مبسوط، ۲۷/ ۸، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ولو وضع حجرا فنحاه غيره عن موضعه فتلف به نفس او مال كان ضمانه على من نحاه لان فعل الاول قد انتسخ

اوراگرکسی نے (عام گزرگاہ میں) پتھر رکھا پھراس کے علاوہ کسی اور نے وہاں سے ہٹادیا، اس کے بعدکوئی آدمی یا مال اس سے ہلاک ہو گیاتو تاوان پتھر ہٹانے اوردور کرنے والے پر ہوگا کیونکہ پہلے آدمی کافعل منسوخ ہو چکا ہے۔

(بحرالرائق، ۹/۱۷۷، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

علامہ فخرالدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

ولو وضع حجرا فنحاه غيره عن موضعه فتلفت به نفس او مال كان ضمانه على من نحاه لان فعل الاول قد انتسخ

اوراگر (کسی نے راستہ میں) پتھر رکھا پھراس کے غیر نے وہاں سے منتقل کردیا، بعدازاں کوئی آدمی یا مال اس سے ہلاک ہو گیاتو تاوان پتھر ہٹانے اوردور کرنے والے پر ہوگا کیونکہ پہلے آدمی کافعل منسوخ ہو چکا ہے۔

(تبیین الحقائق، ۷/ ۳۰۲، امیر حمزہ کتب خانہ کوئٹہ)　　　جاری۔۔۔

نئی کتاب:

سید البشر
بے مثل و بے مثال

مؤلف: ڈاکٹر خالد علی انصاری

مکمل تعارف انشاء اللہ آئندہ شمارہ میں پیش کیا جائے گا۔

ہدیہ: نامعلوم

ناشر: حامد اینڈ کمپنی اردو بازار لاہور

تقسیم کار: فرید بک اسٹال اردو بازار لاہور

امامِ شافعی کا قیامِ حرّان و ورودِ حرم

پانچویں قسط

ڈاکٹر اختر حسین عزمی

(گزشتہ سے پیوستہ) حجام نے اپنی اس بداخلاقی پر معذرت تک نہ کی اور بے پرواہی سے اپنے کام میں لگ گیا۔ نوجوان محمد بن ادریس کو یہ بات اور بھی ناگوار گزری۔ اس کی عزت نفس کو بہت ٹھیس پہنچی تھی۔ رئیس شہر کی چاپلوسی کے لیے ایک غریب الوطن شریف آدمی کے ساتھ یہ سلوک اس کے لیے ناقابل برداشت تھا۔ یہ اس کی ذات کی تذلیل کا نہیں پوری انسانیت کی تذلیل کا مسئلہ تھا۔ اس لیے اس نے حجام کو سبق سکھانا ضروری سمجھا۔

اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنی طرف بلایا۔ جب وہ قریب آ گیا تو اس نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ اور جس قدر دینار ہاتھ میں آئے حجام کی ہتھیلی پر رکھ دیئے۔ فرزند حجاز نے حجام کی نامکمل خدمت کے صلہ میں جو کچھ دیا وہ حمام میں موجود تمام لوگوں کے تصور سے بھی کہیں زیادہ تھا۔ خود حجام بھی اپنے پھیلے ہوئے ہاتھ میں اتنے سارے دیناروں کی چمک دیکھ کر ہکا بکا رہ گیا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ایک اجنبی نوجوان اس کی بدسلوکی کے باوجود اس سے حسن سلوک کیوں کر رہا ہے۔ حجام کبھی اس بھاری رقم کو دیکھتا اور کبھی اس غریب الوطن نوجوان کو۔ اسے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے۔

”خبردار کبھی کسی پردیسی کو اس طرح حقیر مت سمجھنا“۔ اس نے حجام کی بدسلوکی پر اسے ملامت کرتے ہوئے کہا۔

نوجوان محمد بن ادریس کا یہ عمل اور گفتگو سن کر حمام میں موجود دوسرے لوگ بھی اس طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ باہر سے بھی ایک ایک کر کے لوگ جمع ہونے لگے تھے۔ حجام کی وہی حالت تھی۔ وہ حیرت واستعجاب میں ڈوبا ہوا کسی پتھر کے مجسمے کی مانند کھڑا تھا۔ اس کا ہاتھ بدستور پھیلا ہوا تھا۔ اور اس کے

دیئے ہوئے دینار سورج کی طرح چمک رہے تھے۔

''یہ تمھارے ہیں۔انھیں رکھ لو!''اس نے حجام کی مٹھی کو اپنے ہاتھوں سے بند کرتے ہوئے کہا۔''لیکن میرے کام کی اجرت اتنی زیادہ تو نہیں ہوسکتی''۔حجام کی حیرانی و پریشانی کچھ اور بڑھ گئی تھی۔

''یہ تمھاری نامکمل خدمت کا صلہ ہے''اس نے حجام کی بداخلاقی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''اگر تم اپنا کام مکمل کرتے تو ہر گز تمھیں اتنی رقم نہ دیتا''۔

''مجھے تو حران کے کسی رئیس نے آج تک بال ترشوانے کا اتنا معاوضہ نہیں دیا''۔حجام ایک اجنبی نوجوان کی بات سمجھنے سے قاصر تھا۔

''میں آج تمھیں یہی سمجھانا چاہتا ہوں کہ ایک مفلس اور ایک امیر کی دنیا میں کتنا فرق ہے''۔آہستہ آہستہ فرزند حجاز کا لہجہ پرجوش ہوتا جارہا تھا۔اور گزرنے والے ہر لمحے کے ساتھ حجام کے قریب جمع ہونے والے لوگوں کی بھیڑ میں اضافہ ہورہا تھا۔

''تم میرے کام کو نامکمل چھوڑ کر اس لیے چلے گئے کہ تمھیں ایک امیر شخص نے پکارا تھا۔تمہارے نزدیک میری غربت قابل توجہ نہ تھی۔تم بھی غریب ہو،اگر امیر لوگ تمھاری طرف نہ دیکھیں تو پھر تمھیں شکایت نہ ہونی چاہیے کیونکہ تم نے بھی تو مجھے غریب و نادار سمجھ کر نظر انداز کیا''۔

اس کے بولنے کا انداز اس قدر متاثر کن تھا کہ سننے والے اپنی اپنی جگہ ساکت وجامد کھڑے تھے۔

''بے شک!تم مجھے چھوڑ کر چلے گئے تھے مگر میں نے تمھیں نہیں چھوڑا۔یہ سب کچھ اس لیے دے رہا ہوں کہ تم آیندہ کسی رئیس کی خاطر کسی غریب الوطن مسافر سے ایسا سلوک نہ کرنا۔تمھارا یہ تحقیر آمیز رویہ انسانیت کی توہین ہے۔''اس کی بات سن کر حجام نے سر جھکا لیا۔فرزند حجاز ایک عجیب عالم جذب میں بول رہا تھا۔زبان سے فصاحت وبلاغت کا ایسا سمندر ابل رہا تھا کہ سننے والے دم بخود تھے۔انھوں نے آج تک ایسا نوجوان نہیں دیکھا تھا جس کی تقریر پختہ ذہنوں کو بھی منقلب کرنیکی صلاحیت رکھتی ہو۔وہ لوگ جو کسی دولت مند کو دیکھ کر سہم جاتے تھے،ان کے چہروں پر اپنی عزت نفس اور غیرت کی چمک نظر آرہی تھی۔

اسی دوران شہر کا ایک اور رئیس حمام سے باہر نکلا۔اس کے سامنے نوکروں نے سواری پیش کی۔اس نے جب حجام کے اردگرد مجمع لگا ہوا دیکھا اور محمد بن ادریس کی بلند آواز سنی تو وہ گھوڑے سے اتر پڑا۔جیسے ہی محمد بن ادریس مجمع سے باہر نکلا،اس رئیس نے آگے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا۔وہ ٹھہر گیا۔امیر نے ادب سے سلام کیا اور نہایت عقیدت مندانہ لہجے میں سوال کیا:

Scanned with CamScanner

''آپ شافعی ہیں؟''

''جی ہاں میں شافعی ہوں''۔اس نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا لیکن وہ حیرت کے ساتھ اس رئیس کو دیکھنے لگا۔

''اگر آپ میرے ہاں قیام کریں تو میرے لیے بڑی خوش نصیبی کی بات ہوگی۔''

''میں ایک مسافر ہوں۔''اس نے بے نیازانہ انداز میں کہا''مجھے بہت دور جانا ہے۔میں صرف جمعے کی فضیلت کے باعث رک گیا تھا۔اگر میں حران میں قیام کرتا تو تمھاری دعوت قبول کر کے مجھے خوشی ہوتی۔''یہ بات اس نے رئیس کی دلجوئی کی خاطر کہی ورنہ وہ اہل دولت وثروت کی پیش کش کو قابل توجہ نہیں سمجھتا تھا۔

''میں آپ کا زیادہ وقت ضائع نہیں کروں گا۔بس کچھ دیر کے لیے مجھے یہ شرف بخش دیجیے''۔امیر کی درخواست سے اس کا پرخلوص جذبہ نمایاں تھا۔اس کی محبت آمیز گزارش کو وہ نظرانداز نہ کر سکا اور ساتھ چلنے کے لیے رضامند ہوگیا۔اسے آمادہ پا کر رئیس کے چہرے پر خوشی کا رنگ ابھر آیا۔

''تشکر تشکر!''امیر کی آواز خوشی کے جذبات سے کانپنے لگی پھر اس نے بلند آواز میں اپنے غلام کو پکارا۔

''گھوڑا یہاں لاؤ!''

چند قدم کے فاصلے پر کھڑا غلام گھوڑے کو لیے ہوئے تیزی سے قریب آیا۔

''آپ اس پر سوار ہو جائیں!''رئیس نے نہایت ادب سے گھوڑے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ایک سواری پر دو آدمی کیسے بیٹھ سکتے ہیں؟''اس نے حیرت سے پوچھا۔

''میں آپ کے ہمراہ پا پیادہ چلوں گا۔''امیر نے اس طرح کہا کہ عقیدت کے بوجھ سے اس کا سر جھکا جا رہا تھا۔

''یہ کس طرح ممکن ہے کہ میں سواری پر بیٹھوں اور تم پیدل چلو''اس نے گھوڑے پر بیٹھنے سے صریحاً انکار کر دیا۔

''میری زندگی کی سب سے بڑی سعادت یہی ہوگی کہ میں آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ کر آگے آگے چلوں۔''فرزند حجاز سے رئیس کی عقیدت اپنے عروج کو پہنچ چکی تھی۔''آپ کو خدا کی قسم!آپ اس پر سوار ہو جائیے۔''امیر اس طرح گڑگڑانے لگا جیسے ایک گداگر کوئی سوال کر رہا ہو۔

اب اس کے لیے کوئی چارہ نہ رہا تھا۔وہ انکار کرنا چاہتا تھا مگر حران کا رئیس اللہ کو درمیان میں لے آیا تھا۔مجبوراً وہ گھوڑے کی پشت پر سوار ہوگیا۔امیر نے گھوڑے کی لگام پکڑنا چاہی تو اس نے سختی سے

منع کرتے ہوئے کہا:

''کیاتم اس طرح مجھے مزید اذیت پہنچانا چاہتے ہو؟''

اس کی بات سن کر امیر رک گیا اور غلام نے اپنی ذمہ داری سنبھال لی۔

اب غلام سر جھکائے اور گھوڑے کی لگام پکڑے آگے آگے چل رہا تھا اور امیر دائیں جانب پیدل چل رہا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر وہاں کھڑے تماشائی بڑے حیران تھے کہ یہ کیسا عجیب وغریب پردیسی ہے کہ اس نے اپنی ساری پونجی پردیس میں ایک حجام کے حوالے کر دی اور ایک رئیس نے اپنی سواری اس کے حضور پیش کر کے عزت محسوس کی۔

اب گھوڑا مختلف راستوں سے گزرتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ راستے میں رئیس شہر کے بہت سے شناسا لوگوں نے گفتگو کرنا چاہی لیکن اس نے یہ کہہ کر انھیں ٹال دیا کہ اس وقت وہ اپنے مہمان کی خدمت میں مصروف ہے۔

فرزند حجاز اجنبی رئیس کے طرز عمل سے بہت متاثر نظر آ رہا تھا۔ بعض دولت مند بھی محمد بن ادریس کے ساتھ عقیدت سے پیش آئے لیکن حران کے اس رئیس کے جذبات کی فراوانی سب سے نمایاں تھی۔ بناوٹ اور تصنع سے پاک عقیدت' تکلف کی رسموں سے بے نیاز ادب واحترام ہی اس امیر کے کردار کی ظاہری خوبیاں تھیں۔ ایک دولت مند شخص ہوتے ہوئے وہ جس طرح ایک درویش صفت عالم کو گھر لیے جا رہا تھا' یہ اس کی علم دوستی کا اظہار تھا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک باغ کے درمیان عالیشان رہائش گاہ کے سامنے کھڑے تھے۔ عمارت کے در و دیوار سے امارت جھلک رہی تھی۔ دیکھنے والا پہلی نظر میں ہی اندازہ کر سکتا تھا کہ اس گھر کے مکین کس قدر آسودہ حال ہونگے۔ رئیس نے بڑے والہانہ انداز میں اسے گھوڑے سے نیچے اتارا اور اس کے ساتھ ہی بلند آواز میں اپنے خدمت گاروں کو پکارا۔

اپنے آقا کی آواز سنتے ہی کئی ملازم دوڑتے ہوئے اس کے پاس آئے۔ اس نے انھیں کھانے کے بارے میں ہدایات دیں اور خود فرزند حجاز کو لے کر اپنے مخصوص کمرے میں چلا گیا۔ یہاں بھی قدم قدم پر دولت وآسائش کی نشانیاں موجود تھیں۔ امام نے اس سے پہلے بھی دولت وثروت کے بہت سے مظاہرے دیکھے تھے۔ وہ حاکم مکہ' عامل مدینہ اور خلیفہ ہارون الرشید کے دربار سے بھی گزرا تھا لیکن سرمائے کی کسی علامت نے بھی اس کے دل ودماغ پر کوئی تاثر نہ چھوڑا تھا۔ پھر حران کے اس امیر کی دولت سے کس طرح مرعوب ہوتا؟ لہذا بے نیازانہ مکان میں داخل ہو کر مومنانہ شان سے بیٹھ گیا۔ یہاں وہ کسی چیز سے متاثر تھا تو وہ رئیس کا جذبہ عقیدت تھا۔

Scanned with CamScanner

اب امیر احترام کے ساتھ دوزانو ہو کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔فرزند حجاز نے اس کی اس نیازمندی کو پسندیدہ نظروں سے دیکھا لیکن ساتھ یہ بھی کہا:

''اگر تم اسی طرح تکلفات کا مظاہرہ کرتے رہے تو میں زیادہ دیر تک یہاں ٹھہر نہیں سکوں گا۔تم میرا جتنا ادب کر چکے وہی کافی ہے۔میں اسے فراموش نہ کر سکونگا۔پھر مجھے مزید زیر بار کیوں کرتے ہو۔''اس کے اصرار پر امیر نے اپنی نشست کا انداز بدل دیا۔

''ابھی نماز میں کچھ وقت باقی ہے۔کیا آپ اذان سے پہلے کچھ کھانا پسند فرمائیں گے۔''امیر نے اس سے اس طرح دریافت کیا جیسے فرزند حجاز اس کا آقا ہو اور وہ غلام۔

''نماز کے بعد۔مجھے صرف تمھاری خاطر یہ دعوت منظور ہے لیکن کسی اہتمام کی ضرورت نہیں۔''اس نے جوابا کہا۔امیر یہ جواب سن کر کچھ دیر کے لیے اندرون خانہ چلا گیا اور جب وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں کوئی مشروب تھا۔

''اسے نوش فرمایئے!''میزبان نے خود ہی مشروب کا بلوریں برتن پیش کرتے ہوئے کہا''طویل سفر نے آپ کو یقینا تھکا دیا ہوگا''۔

اس نے پیالہ اس کے ہاتھ سے لے لیا اور رک رک تین سانس میں سارا مشروب ختم کر دیا۔

''خدا میرے شریف النفس میزبان کو جزائے خیر عطا فرمائے''۔اس نے میزبان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔امیر کی خوشی ناقابل بیان تھی۔ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے فرزند حجاز کی زبان سے ادا ہونے والے چند کلمات ہی اس کی زندگی کا سرمایہ تھے۔پھر وہ اپنے مہمان کے سفر کا حال معلوم کرنے لگا۔ابھی گفتگو جاری تھی کہ قریب کی مسجد سے موذن کی آواز سنائی دی۔انھوں نے پر جوش لہجے میں اللہ اکبر کے الفاظ دہرائے اور مسجد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے۔

نماز کے بعد رئیس فرزند قریش کو مہمان خانے میں بٹھا کر اندر چلا گیا۔تھوڑی دیر بعد وہ اس طرح واپس آیا کہ اس کے ساتھ خادموں نے کھانے کے مختلف خوان اٹھائے ہوئے تھے۔خود امیر لوٹا ہاتھ میں لے کر بولا: ''حضرت!ہاتھ دھو لیجئے''۔

ہاتھ دھونے کے بعد جب وہ دسترخوان پر بیٹھا تو قسم قسم کے کھانے چنے جا چکے تھے۔''تم نے کھانے کے بارے میں بہت زیادہ تکلف کیا ہے''۔فرزند حجاز نے لذیذ کھانوں کی کثرت دیکھ کر کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ آپ کو کھانے کا یہ اہتمام پسند نہیں آئے گا مگر میری خواہش ہے کہ اس دعوت کو قبول

فرما کر مجھے خصوصی شرف بخش دیجیے۔''امیر نے ایک رکابی میں اس کے لیے کھانا ڈالتے ہوئے کہا۔وہ جواباً خاموش رہا۔حران کے رئیس کی بے انتہا خوشی اور غیر معمولی تواضع دیکھ کر وہ حیران تھا کہ بھلا یہ کون شخص ہے جو اس کی تواضع میں اس قدر بچھا جا رہا ہے۔

''بسم اللہ کیجیے!''میزبان نے مہمان کے سامنے کھانے کی رکابی رکھتے ہوئے کہا لیکن وہ بدستور خاموش بیٹھا رہا اور کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا۔گزرتے ہوئے لمحوں کے ساتھ ہی میزبان سمجھ گیا کہ معزز مہمان کسی وجہ سے کھانے سے گریز کر رہا ہے۔

''حضرت کیا بات ہے مزاج گرامی تو ٹھیک ہے نا؟''میزبان نے بڑی عاجزی سے پوچھا۔

''میں کھانا ہرگز نہ کھاؤں گا۔''اس نے اپنے آپ کو سمیٹتے ہوئے کہا۔

''کیا مجھ سے کوئی کوتاہی سرزد ہوگئی ہے؟''میزبان نے گھبراتے ہوئے لہجے میں دریافت کیا۔

''عزیزم!تم کسی غلطی کے مرتکب نہیں ہوئے۔تمھاری خاطر مدارات تو مجھے برسوں یاد رہے گی۔تم نے ایک اجنبی مسافر کے ساتھ جس حسن سلوک کا مظاہرہ کیا اسے کوئی غیرت مند شخص بھلا سکتا ہے؟''

''اگر مجھ سے کوئی کوتاہی سرزد نہیں ہوئی تو پھر آپ نے کھانے سے ہاتھ کیوں روک رکھے ہیں''۔ میزبان بہت دل گرفتہ اور اداس نظر آ رہا تھا۔

''میں تمھارا ایک نوالہ بھی نہیں کھاؤں گا جب تک تم یہ نہیں بتاؤ گے کہ تم نے مجھے کیسے پہچانا؟میں اپنی حد تک پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ میں نے تمھیں آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔چند لمحے بھی تمھارے ساتھ نہیں گزارے۔جبکہ تم اس قدر احترام سے پیش آ رہے ہو جیسے ہمارا بڑا پرانا تعلق ہو۔میں اب تک صرف تمھارے بارے میں سوچتا رہا ہوں۔میں نے اپنے ذہن کے ایک ایک گوشے میں تمھیں تلاش کیا مگر وہاں تم سے شناسائی کا کوئی نقش موجود نہیں۔پھر یہ گرمجوشی کیسی؟مہمان نوازی اور قربتوں کا اظہار کس لیے؟''وہ بیباکی کے ساتھ اپنے دل کی بات زبان پر لے آیا۔

''حضرت!یہ کونسی بات ہے''میزبان مسکراتے ہوئے بولا''جب آپ بغداد میں رہتے تھے اس زمانے میں آپ نے جو کتاب سہو کے مسائل پر لکھ کر سنائی تھی۔اس کے سننے والوں میں خوش قسمتی سے میں بھی شامل تھا۔اگرچہ میں نے باقاعدہ آپ کی شاگردی اختیار نہیں کی لیکن میں تو آپ کو اپنا استاد ہی سمجھتا ہوں۔اس اعتبار سے آپ کی خدمت وتعظیم مجھ پر واجب ہے''۔

رئیس میزبان کا اشارہ محمد بن ادریس کی تصنیف''کتاب الزعفران''کی طرف تھا۔اس انکشاف پر اس

نے حران کے رئیس کو وفور مسرت کے ساتھ دیکھا اور پھر والہانہ انداز میں اٹھ کر اسے گلے لگا لیا اور کہا:
''واقعی علم ہی دو انسانوں کے درمیان ایک ایسا رشتہ ہے جو کبھی ٹوٹ نہیں سکتا۔'' یہ کہہ کر اس نے بے تکلفانہ کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

مہمان نے میزبان کے ہاں تین دن گزار دیئے۔ میزبان کا حسن سلوک ہر روز بڑھتا جا رہا تھا۔ اس کے روز و شب کی ایک ایک گھڑی بارگاہ علم میں عقیدت سے خم نظر آتی تھی۔

چوتھے دن کا سورج طلوع ہوا۔ رئیس کی مطمئن زندگی میں اضطراب کی تلخ سی لہر دوڑ گئی۔ اس لیے کہ جس آفتاب علم کی روشنی سے اس کے بام و در جگمگا رہے تھے، آج وہ آفتاب حران کی حدود سے گزر کر کسی اور افق پر ابھرنے والا تھا۔

''آج تم کچھ پریشان نظر آتے ہو؟'' فرزند حجاز نے اپنے میزبان کو اداس دیکھ کر کہا۔

''اہل دنیا کو تو اس سے غرض ہی کیا، خود میرے اہل خانہ بھی میری اداسی کا سبب نہیں جانتے''۔ امیر نے نہایت افسردہ لہجے میں کہا ''بس ایک آپ میری آزردگی کی وجہ جانتے ہیں لیکن مجھ میں آپ کے روبرو کچھ کہنے کا یارا نہیں''۔

''میں نے تم پر کوئی احسان نہیں کیا، پھر تم میرے سامنے عاجز کیوں ہو؟'' فرزند حجاز مسلسل اپنایت کے لہجے میں بات کرتے رہے۔ ''تمہارا ہی احسان مجھ پر ہے کہ تم تین چار دن سے میری خاطر تکلیف اٹھا رہے ہو۔''

''معاذ اللہ!'' امیر ایک لمحے کے لیے تڑپ اٹھا۔ میں تو کسی احسان کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ''جو شخص آداب میزبانی کا ڈھب سے لحاظ نہ رکھ سکا ہو وہ کسی پر احسان کیا کرے گا۔'' امیر کے چہرے پر رنگ ندامت جھلک رہا تھا۔

''تو پھر دل کی بات کہتے ہوئی تمہاری زبان لڑکھڑا کیوں رہی ہے''۔ اس نے بے تکلفی سے پوچھا۔

''مجھے یہ خوف ہے کہ آپ میری بات سن کر مجھ سے خفا نہ ہو جائیں۔'' امیر کی اس وقت وہی کیفیت تھی جو کسی غلام کی اپنے آقا کے سامنے ہوتی ہے۔

''اللہ نے مجھے اتنی قوت برداشت عطا کی ہے کہ میں دل آزاری کرنے والوں کو بھی معاف کر سکوں''۔
یکا یک فرزند حجاز کی قلندرانہ شان ابھر آتی تھی۔ ''پہلے تو علم دوست کسی کا دل نہیں دکھاتے۔ اگر تم سے ایسی کوئی غلطی سرزد بھی ہو جائے تو تم نے اتنی بار میرا دل خوش کیا کہ ایسی کوتاہی تمہاری نیکیوں کے نیچے

دب جائے گی۔''

فرزند حجاز کی حوصلہ افزا باتوں سے میزبان کا کھویا ہوا اعتماد لوٹ آیا۔ اب وہ روانی سے بولنے لگا لیکن اس کی آنکھیں عقیدت سے جھکی ہوئی تھیں۔

''حضرت حران کے اطراف میں میرے چار گاؤں ہیں اور چاروں نہایت زرخیز ہیں۔ میں خدا کو حاضر وناظر جان کر کہتا ہوں کہ اگر آپ حران میں قیام فرمائیں تو یہ چاروں گاؤں آپ کی نذر ہیں۔'' اتنا کہہ کر امیر نے گھبراہٹ میں محترم مہمان کی طرف دیکھا۔ وہ اس کے چہرے پر اپنی گفتگو کا ردعمل تلاش کر رہا تھا۔ مہمان نے میزبان کی پیش کش پر کسی تاثر کا اظہار نہ کیا۔ وہ خاموشی سے رئیس میزبان کو دیکھ رہا تھا۔ مہمان کے اس سکوت نے میزبان کو مزید بدحواس کر دیا۔

''خدا گواہ ہے کہ میں آپ کے سامنے اپنی امارت وسرمایہ داری کی نمائش نہیں کر رہا ہوں۔ میری ساری دولت آپ کے قدموں سے اٹھنے والے غبار کے برابر بھی نہیں۔ آپ حجاز مقدس سے واپس آ کر حران میں قیام فرمائیں اور والدہ محترمہ کو بھی ہمراہ لیتے آئیں۔'' امیر ہر طرح سے اسے رضامند کرنا چاہتا تھا۔

''علم کے لیے تمہارا یہ جذبہ یقیناً قابل ستائش ہے مگر اس میں خود غرضی کی جھلک نظر آتی ہے۔'' مہمان نے محبت آمیز لہجے میں میزبان کو سمجھاتے ہوئے کہا۔ ''جب میں بغداد سے رخصت ہو رہا تھا تو اس وقت بھی ایک آسودہ حال انسان نے ایسے ہی جذبات کا اظہار کیا لیکن میں نے اسے بتایا کہ علم ایک سورج ہے جس کو کسی دائرے یا مقام پر اسیر نہیں کیا جا سکتا۔ میں علم کی خاطر زمین اور خون کے تمام رشتے توڑ آیا ہوں۔ میرا بھی دل چاہتا ہے کہ ان گلیوں میں مستقل قیام کروں جہاں میرے بچپن کے دوست ہیں، عزیز ہیں اور جہاں کا ایک ایک ذرہ مجھ سے آشنا ہے۔ تمہیں کیا خبر کہ ماضی کی کتنی یادیں میرے دامن دل کو اپنی طرف کھینچتی ہیں لیکن میں ان کو حصول علم کی خواہش پر غالب آنے نہیں دیتا۔ اگر تم مجھے حران کی زرخیز زمین کی سنہری زنجیر پہنا دو گے تو اہل حجاز مجھے کہاں ڈھونڈتے پھریں گے، اہل شام پر کیا گزرے گی، اہل مصر کا کیا ہوگا۔ یہ بھی تمہاری طرح کلمہ گو انسان ہیں، ان کے بھی مجھ پر بے شمار حقوق ہیں۔ کسی ایک جگہ ٹھہرنے کا یہی مطلب ہے کہ میں لاتعداد بندگان خدا کی حق تلفی کر رہا ہوں۔ کیا تمہاری شرافت نفس اور کشادہ ظرفی اس ناانصافی کو برداشت کر لے گی؟'' یہ کہہ کر مہمان نے کچھ توقف کیا اور اپنی سوالیہ نظریں میزبان کے چہرے پر گاڑ دیں۔ مہمان پھر دوبارا اسی جذب وشوق میں بولنے لگا:

''جب بھی بات میں نے بغداد کے اس شخص سے کہی تھی تو وہ اپنے ذاتی نقصان کے باوجود منزل فراق کی جانب چلنے کے لیے آمادہ ہو گیا تھا۔ بلاشبہ میں اس شخص سے بچھڑ گیا ہوں اور آئندہ ملاقات کا امکان بھی کم ہے لیکن وہ مجھے آخری سانس تک یاد رہے گا۔ علم کے رشتے اتنے معتبر اور مستحکم ہوتے ہیں کہ انسانی جسم کے خاک میں گل جانے کے بعد بھی فنا نہیں ہوتے۔ میں کچھ دیر بعد تمھیں الوداع کہہ کر چلا جاؤں گا مگر جب بھی روز و شب کے ہنگاموں سے نجات ملے گی مجھے حران یاد آئے گا اور حران کی یادوں کے ساتھ ہی ذہن میں تمھاری بے پناہ محبتوں کے نقوش ابھر آئیں گے۔ پھر میں لوگوں سے کہا کروں گا کہ حران میں میرا ایک دوست رہتا ہے جس نے اپنا سارا سرمایہ علم کے قدموں میں ڈھیر کر دیا۔ یہ کیسی خوشگوار یادیں ہونگی! دل و دماغ اور روح کو مہکا دینے والی یادیں۔''

فرزند حجاز علم اور حصول علم کے لیے سفر کی فضیلت پر اس طرح بول رہا تھا کہ امیر ساکت ہو کر رہ گیا تھا تھوڑی دیر پہلے اس نے مہمان کو روکنے کے لیے کئی دلائل اور جواز تراشے تھے، کئی توجیہات پیش کی تھیں مگر اب اس کی زبان گنگ تھی اور اس نے فرزند علم کے سامنے سپر ڈال دی تھی۔ میزبان خاموش بیٹھا ہوا بڑی حسرت سے اپنے مہمان کی طرف دیکھ رہا تھا۔ چند لمحوں تک کمرے کی فضا پر گہرا سکوت طاری رہا۔ پھر مہمان اپنے میزبان سے دوبارہ مخاطب ہوا۔

''تم جانتے ہو کہ میرے نزدیک سفر کیا ہے؟'' امیر کیا جواب دیتا بس سوالیہ نظروں سے علم کے اس مینار کو دیکھتا رہا۔

''سفر میرا مقصد حیات ہے، سفر ہی میری کائنات ہے۔'' وہ بڑے جذب کے عالم میں بول رہا تھا۔ پھر اس نے نہایت اثر انگیز لہجے میں ایک شعر پڑھا۔ ''میں زمین کے طول و عرض کا سفر کرونگا یا تو اپنی مراد کو پہنچوں گا یا غریب الوطنی ہی میں جان دے دوں گا۔'' میزبان کو مہمان کی بلند اور پرسوز آواز اپنی روح کی گہرائیوں میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی۔ علم کے مسافر کو آمادہ سفر پا کر میزبان گھبرا گیا اور اس نے بدحواسی کے عالم میں مہمان کا دامن پکڑ لیا۔

''بے شک میں آپ کو روکنے کی طاقت نہیں رکھتا مگر میں آپ کو اس طرح نہیں جانے دونگا کہ ساری زندگی خود سے شرمندہ رہوں۔''

''پھر تم کیا چاہتے ہو؟'' میزبان کی وارفتگی و شوق دیکھ کر فرزند علم کے ہونٹوں پر ہلکا سا تبسم ابھر آیا تھا۔

''میرے پاس چالیس ہزار درہم نقد موجود ہیں، بس آپ انھیں قبول کر لیجیے۔'' میزبان نے التجا کرتے ہوئے کہا۔

''بندہ خدا! میں اپنا وطن چھوڑ کر شہر شہر اس لیے تو نہیں پھر رہا ہوں کہ دولت جمع کروں میں تو اپنی بوڑھی ماں سے یہ دعا لے کر نکلا ہوں کہ مجھے آسمان علم پر سورج بنا کر چمکائے۔'' مہمان نے پر جوش لہجے میں کہا۔

''حضرت یہ تو صحیح ہے کہ آپ نے واقعی بہت اونچا مقصد اپنایا ہے لیکن اس کے لیے کچھ وسائل کی بھی تو ضرورت ہے۔ اسی مقصد کے لیے یہ نقدی قبول کر لیجیے۔''

''بندہ خدا! میں اس دولت کے انبار کا کیا کروں گا۔'' محمد بن ادریس نے اس طرح کہا کہ اس کے لہجے سے حیرت صاف ظاہر ہو رہی تھی۔

''آپ مسافر ہیں اور نہیں معلوم کہ آپ کو اس عظیم مقصد کے لے کہاں کہاں جانا پڑے۔'' میزبان رئیس اپنی ضد پر قائم تھا۔'' مسافر کو کوئی نہ کوئی ضرورت پیش آہی جاتی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ کسی سنگین وقت میں آپ چند سکوں کے حصول کے لیے رنجیدہ خاطرہ ہوں اور علمی مشاغل چھوڑ کر دوسرا ذریعہ معاش اختیار کریں۔ میں کسی نہ کسی طرح آپ سے جدائی کے صدمے کو برداشت کرلونگا لیکن مجھے یہ گوارا نہیں کہ بھوک اور تنگدستی کا کوئی مہیب سایہ آپ کے روشن چہرے پر پڑے''۔ یہ کہتے ہوئے امیر رونے لگا۔

فرزند حجاز اس کی مہمان نوازی سے پہلے ہی متاثر تھے لیکن جب شدت احساس کا یہ مظاہرہ دیکھا تو اس کا تاثر کچھ اور بڑھ گیا۔

''اگر تمھاری خوشی اسی میں ہے تو تھوڑی سی رقم دے دو۔ میں تنہا انسان اس کا بوجھ اٹھائے کہاں پھروں گا''۔ محمد بن ادریس نے اپنے میزبان کی دلجوئی کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کئی بار مجھے علم دوست کہہ کر پکار چکے ہیں''۔ امیر عجیب وغریب انداز میں امام کو مجبور کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

''تمھارے علم دوست ہونے میں کسی کو کیا شک ہے؟''

''تو پھر اس علم کی خاطر ہی میری درخواست قبول کر لیجیے۔'' رئیس نے منطق کا سہارا لیا مگر ایسی منطق کہ جس میں دل کا درد شامل تھا۔ آخر مہمان مجبور ہو گیا۔ رئیس میزبان نے اپنے خادموں کو آواز دی۔ انھوں نے دولت سے بھرے صندوق خچروں پر لاد دیئے۔

کچھ دیر بعد میزبان اپنے مہمان کو الوداع کہنے کے لیے حران کی سرحد تک آیا۔ فرزند قریش کے سفر کے لیے ایک نہایت آراستہ اونٹ کا اہتمام تھا۔ وقت رخصت میزبان مہمان کے ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیے کھڑا رہا۔ بڑا رقت آمیز منظر تھا۔ میزبان کے آنسو اس کے دامن کو بھگو رہے تھے۔ خود مسافر بھی میزبان کی

اس جذباتی کیفیت سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔اور آہستہ آہستہ اس کی پلکیں بھی نم ہوتی چلی گئیں۔

''مجھ تشنہ کام نے اپنے دروازے پر علم کے دریا کو موجزن دیکھا مگر جب میں لب دریا پہنچا تو اس کا شیریں پانی مرے ہونٹوں سے دور ہو گیا۔'' رئیس میزبان نے شکستہ لہجے میں کہا۔

'کیا تم اس حقیقت کو نہیں جانتے کہ ہر شے کو فنا ہے۔انسان کس لیے خواب دیکھتا ہے اور کیوں اداس ہو جاتا ہے۔'' علم کے مسافر نے اپنے میزبان کو تسلی دیتے ہوئے کہا جو بہت شکستہ دل نظر آ رہا تھا۔

''ہر ذی ہوش انسان قدرت کے اس نظام سے واقف ہے مگر تمناؤں کا شور اسے کچھ سننے نہیں دیتا۔'' رئیس نے اپنی لرزتی ہوئی آواز پر قابو پاتے ہوئے کہا: ''میں جوش جذبات میں صبر کا مفہوم بھول گیا۔واقعتاً یہ خودغرضی کی انتہا ہے کہ انسان سورج کی روشنی کو اپنے گھر میں محصور کرنے اور دریا کو اپنے دروازے کے سامنے بہنے کا پابند کرے۔خدا مری ناشکرگزاریوں کو معاف کرے۔میرے لیے یہی شرف کافی ہے کہ سورج اور دریا نے چند دن کے لیے اپنا رخ میری طرف کئے رکھا۔'' رئیس بظاہر پرسکون ہو گیا تھا لیکن اس کی آنکھوں سے آنسو اب بھی رواں تھے۔

محمد بن ادریس شافعی نے اپنے میزبان کو بڑی گرمجوشی سے گلے لگایا اور اونٹ پر سوار ہو گیا اور پھر علم کا مسافر اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا۔رئیس نے اپنے ہاتھ کو فضا میں بلند کیا۔وہ اپنے مہمان کو اس طرح رخصت کر رہا تھا کہ اس کی آنکھیں اشکبار تھیں اور ہونٹوں پر ''الفراق، الفراق'' کے جاں گداز کلمات لرز رہے تھے۔مسافر بھی بار بار مڑ کر دور تک اسے دیکھتا رہا۔''الفراق، الفراق'' کی آوازیں مسلسل اس کا تعاقب کر رہی تھیں پھر فاصلے بڑھ گئے، رئیس کی آواز مدھم پڑ گئی، چہرہ دھندلا گیا، یہاں تک کہ غبار راہ نے ان کے درمیان پردہ کھینچ دیا۔

امام مدینہ کا ایثار

جس وقت وہ نوجوان حران کی حدود سے نکل رہا تھا اس کے آگے پیچھے بوجھ ہی بوجھ لدے ہوئے تھے۔اسے اس وقت کا خیال آیا کہ جب وہ حران میں داخل ہوا تھا۔بے اختیار اس کی زبان سے نکلا:

'خداوند تو بڑا ہی بے نیاز ہے۔ابھی چار دن پہلے جب میں حران میں آیا تھا تو حجام نے میرے ساتھ کیسا ذلت آمیز سلوک کیا تھا اور اب یہاں سے رخصت ہو رہا ہوں تو کس شان و شوکت کے ساتھ کہ دولت سے لدا ہوا ہوں۔''

نوجوان محمد بن ادریس کے پاس دولت کے انبار ضرور تھے لیکن اس کے دل میں لمحہ بھر کے لیے بھی مال کی محبت پیدا نہ ہوئی۔ وہ سیم وزر کے اس بوجھ کو اٹھانے کا عادی بھی نہ تھا۔ اس لیے درہم ودینار کا یہ ذخیرہ کچھ دور تک ہی اس کا ساتھ دے سکا۔ راستے میں جو بھی ضرورت مند نظر آیا اسے اس کی ضرورت کے مطابق دے دیا۔ کوئی اہل علم ملا تو اس پر زیادہ مہربانی کر دی۔

راستے میں اسے امام احمد بن حنبل، امام سفیان بن عیینہ اور امام اوزاعی اور دیگر علمائے حدیث ملے تو اس نے ان کی ضروریات پر وہ سب کچھ خرچ کر دیا جو حران کے رئیس نے دیا تھا۔ جب وہ رملہ شہر میں داخل ہوا تو اس کے پاس چالیس ہزار کی رقم میں سے صرف دس دینار باقی رہ گئے تھے۔

خدا کی ذات پر اس مرد قلندر کے یقین وتوکل کا یہ عالم تھا کہ ایک لمحے کے لیے بھی آنے والے حالات کی سنگینی کا خوف نہ تھا۔ طویل اور دشوار گذار سفر میں مادی وسائل سے یہ بے نیازی اسی کی شان تھی۔ ورنہ انسان تو اپنی گردن میں دولت کا طوق ڈالنے کے لیے ہر موسم اور ہر زمانے میں بے چین رہتا ہے۔

رملہ پہنچ کر اس نے کرایہ پر سواری لی اور اپنے محسن امام مالک سے ملاقات کے لیے حجاز روانہ ہوا۔ منزل پر منزل طے کرتا ہوا آخر ستائیسویں دن وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر مبارک میں داخل ہوا۔

جب وہ مسجد نبوی میں پہنچا تو عصر کی نماز سے لوگ فارغ ہو چکے تھے۔ نماز کی ادائیگی کے بعد اس نے مسجد میں دیکھا کہ لوہے کی ایک شاندار اونچی کرسی رکھی ہوئی ہے جس پر نہایت خوبصورت گدی رکھی ہوئی ہے اور ایک بیش قیمت مصری تکیہ جما ہوا ہے۔

امام مالک کی خدمت میں

وہ ابھی کرسی کو حیرت سے دیکھ ہی رہا تھا کہ باب النبی کی طرف جو اس کی نظر اٹھی تو وہ حیرت سے دیکھتا رہ گیا۔ اس کے محسن اور استاد امام مالکؒ بن انس شاہانہ شان وشوکت کے ساتھ آرہے تھے۔ ان کے پیچھے پیچھے شائقین حدیث چلے آرہے تھے۔ جن کی تعداد چار سو سے زائد ہی ہوگی۔ مسجد خوشبوؤں سے مہک گئی۔ امام مالکؒ نہایت وقار کے ساتھ مسند پر آکر بیٹھ گئے۔ ایک نظر مجمع پر ڈالی اور درس حدیث شروع ہو گیا۔ آج کے درس کا موضوع تھا "جرح عمد" یعنی اگر کوئی ارادتاً کسی کو زخمی کر دے تو کیا کیا مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ وہ بھی مجلس کے ایک گوشے میں خاموشی کے ساتھ بیٹھ گیا۔

امام مالکؒ نے "جرح عمد" کا ایک سوال پوچھا، طلبا سوچنے لگے۔ محمد بن ادریس کے قریب ہی ایک ان

Scanned with CamScanner

پڑھ آدمی بیٹھا ہوا تھا۔اس نے آہستہ سے اس ان پڑھ کو بتایا کہ اس مسئلہ کا جواب یہ ہے۔اس نے اونچی آواز سے امام مالکؒ کو مخاطب کر کے جواب دیدیا۔امام صاحب خاموش رہے اور طلبا کے جواب کا انتظار کرنے لگے۔طالب علموں نے جواب تو دیئے لیکن سب غلط تھے۔

''سب جواب غلط ہیں صرف پہلے شخص کا جواب صحیح ہے۔''امام مالکؒ نے بلند آواز سے پکارا اور وہ جواب بھی اپنی زبان سے دہرایا۔یہ دیکھ کر وہ شخص بہت خوش ہوا۔اب امام مالکؒ نے دوسرا مسئلہ پیش کیا۔طلبہ سوچنے لگے،وہ ان پڑھ آدمی پھر اس کا منہ تکنے لگا۔اس نے اسے آہستگی کے ساتھ پھر جواب بتا دیا۔ان پڑھ آدمی نے اونچی آواز میں پھر جواب بیان کیا۔دیگر طلباء نے بھی اپنی اپنی سمجھ کے مطابق جواب دیئے۔امام مالکؒ نے سب جوابات غور سے سنے اور کہا:

''سب کے جواب غلط ہیں،صرف اسی پہلے شخص کا جواب صحیح ہے''۔

اب تو وہ شخص بہت ہی خوش ہوا۔امام مالکؒ نے تیسرا مسئلہ پیش کیا تو پھر یہی صورت پیش آئی۔اب تو اس ان پڑھ شخص کی طرف لوگوں کی نگاہیں اٹھنے لگیں۔حتی کہ امام مالکؒ بھی اس کی طرف متوجہ ہوئے اور بڑے پیار سے کہا:

''یہاں میرے قریب آیئے!آپ کی جگہ یہاں ہے،وہاں نہیں۔''

وہ شخص چاروں طرف نظر ڈالتا ہوا امام کے قریب پہنچا اور بیٹھ گیا۔امام مالکؒ اس کے علمی جوابات سے متاثر نظر آ رہے تھے۔انہوں نے اس سے پوچھا:

''کیا آپ نے میری حدیث کی کتاب موطا کا مطالعہ کیا ہے؟''

''جی نہیں!میں نے موطا نہیں دیکھی ہے۔''اس شخص نے امام مالکؒ کے سامنے نظریں جھکائے ہوئے جواب دیا۔

''کیا ابن جریح کے علم پر آپ کی نظر ہے؟''

''جی نہیں!میں نے ابن جریح کی کوئی کتاب نہیں پڑھی۔''

''کیا آپ جعفر ابن صادق سے ملے ہیں؟''

''جی نہیں!میں نے ان سے کچھ نہیں پڑھا۔''

''پھر یہ علم میں رسوخ اور گہرائی آپ کو کیسے حاصل ہوئی؟''امام مالکؒ نے حیرت سے اسے تکتے ہوئے پوچھا۔وہ شخص خود بڑا حیران اور پریشان ہوا اور پھر وہ نہایت سادگی سے بولا:

مالک الملک ست ہر کش سر نہد بے جہان خاک صد ملکش دہد

''حضرت! یہ سب جوابات اس نوجوان نے بتائے تھے جو اپنی عالمانہ شان چھپائے بیٹھا ہے''۔اس نے محمد بن ادریس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔اس وقت وہ پیچھے کافی دور بیٹھا ہوا تھا۔امام مالکؒ نے جب اسے دیکھنے کی کوشش کی تو شاگردوں نے بھی گردنیں اٹھا اٹھا کر پیچھے دیکھنا شروع کر دیا۔

''اچھا تم جاؤ اور اس نوجوان عالم کو میرے پاس بھیج دو۔'' امام مالکؒ نے اس شخص کو بڑے پیار سے رخصت کرتے ہوئے کہا۔اس شخص نے آ کر اسے امام مالکؒ کا پیغام دیا تو وہ فوراً اٹھ کر امام مالکؒ کی مسند کے قریب جا کر ادب سے بیٹھ گیا۔

امام مالکؒ کچھ دیر اسے تکتے رہے جیسے اسے پہچاننے کی کوشش کر رہے ہوں اور پھر گویا ہوئے:

''آپ محمد بن ادریس شافعی تو نہیں ہیں؟''

''جی ہاں خادم شافعی ہے''۔اس نے سر جھکائے ہوئے نہایت دھیمے لہجے میں جواب دیا۔یہ سنتے ہی امام مالکؒ نے اسے فرطِ محبت سے اٹھ کر گلے لگا لیا اور اپنی کرسی سے اتر پڑے۔پھر بڑی بے تکلفی سے فرمایا:

''اٹھئے اب آپ مسند پر بیٹھئے اور علم کے اس باب کی تکمیل کیجئے جو میں نے شروع کیا ہوا ہے''۔امام مالکؒ نے نہایت پرجوش انداز اور محبت سے کہا۔اس نے کچھ جھجک کا مظاہرہ کیا تو امام مالکؒ نے اس کا بازو پکڑ کر اسے مسند پر بٹھا دیا۔اب اس کے لیے ان کے حکم کی تعمیل کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔اس نے ''جرح عمد'' کے چار سو مسائل پیش کئے۔طلبا پر اس کے درس کا رعب طاری ہو گیا۔مجلس ختم ہوئی تو امام مالکؒ نے اس کے درس کی خوب تحسین کی اور دعائیں دیں۔

اب سورج ڈوب چکا تھا۔مغرب کی اذان ہوئی۔نماز کی ادائیگی کے بعد امام مالکؒ نے بڑی شفقت ومحبت سے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنے ساتھ گھر چلنے کی دعوت دی۔فرزندِ قریش کی تو آمد کا مقصد ہی یہ تھا۔امام مالکؒ نے عزت افزائی کی تو اس نے سر جھکا دیا۔راستے میں زیادہ تر خاموش ہی رہا۔کبھی کبھی امام مدینہ کچھ دریافت کرتے تو وہ مختصر جواب دے کر چپ ہو جاتا۔وہ احترام استاد کے پیش نظر بلا ضرورت ایک لفظ بھی زبان پر نہ لاتا مگر دل میں جذبات کا سمندر موجزن تھا۔بغداد میں جس نوجوان حاجی نے خبر دی تھی کہ امام مالکؒ اب زیادہ دولت مند ہو گئے ہیں،اس کی بات میں سچائی نظر آ رہی تھی۔امام مدینہ کے قیمتی لباس پر آسودہ حالی کے واضح نشانات موجود تھے۔اس نے یہی دیکھنے کے لیے اتنا طویل سفر کیا تھا کہ امارت وخوشحالی کے دور میں امام مالکؒ کے شب وروز کیسے گزرتے ہیں اور دولت کی بہتات نے ان کے رویے میں کوئی منفی تبدیلی تو نہیں پیدا کی۔

تھوڑی ہی دیر میں وہ ایک محل نما شاندار مکان کے دروازے پر کھڑے تھے۔امام مالکؒ اسے ہاتھ سے پکڑے اندر داخل ہوگئے۔وہ ایک چھوٹے سے باغیچے میں سے گزر کراب مختلف راہداریوں میں سے گزر رہے تھے۔مختلف کمرے قیمتی آرائشی سامان فرنیچر سے سجے اور فانوسوں سے چمک رہے تھے۔سب کچھ اس کے لیے بالکل نیا تھا۔اس نے حیران ہوکرامام مالکؒ سے پوچھا:

''حضرت وہ پرانا مکان کس جگہ تھا؟''

''اسی مکان کی زمین پرتو یہ عمارت تعمیر کروائی ہے''۔امام مالکؒ نے آراستہ وپیراستہ مہمان خانے میں اسے بٹھاتے ہوئے کہا۔

''ایک عالم دین کے گھر کی یہ سجاوٹ وبناوٹ اوردولت کی ریل پیل اسے اس کے اصل فرض منصبی سے غافل بھی توکرسکتی ہے۔اوراگراہل علم بھی دولت کی بھول بھلیوں میں کھوگئے تو نبی کی وراثت کی نگہبانی کون کرے گا۔'' یہ تصورہی اس کے لیے سوہان روح بن رہاتھا۔دل کا یہ حزن وملال بے اختیار اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی صورت بہہ نکلا۔یہ دیکھ کرامام مالکؒ پربھی رقت طاری ہوگئی۔وہ بھرائی ہوئی آوازمین بولے:

''شافعی آپ روتے کیوں ہیں؟ کیاآپ سمجھ رہے ہیں کہ میں دنیا کاطالب بن گیاہوں۔اورآخرت کومیں نے دنیاپرقربان کردیاہے؟''

''حضرت!اسی اندیشہ نے میری حالت غیرکردی اورمیرادل دہل رہاہے۔''اس نے ہچکیاں لیتے ہوئے کہا۔

''شافعی!آپ واقعی سچے دوست ہیں اورمجھے توقع ہے کہ جب تک آپ جیسے دوست میسر ہیں'ان شاء اللہ میں دنیا کی فانی لذتوں میں پھنس کرآخرت کو نہ بھول سکوں گا۔''امام مالکؒ نے کچھ لمحے توقف کیااورپھربولتے گئے:''یہ جوکچھ آپ دیکھ رہے ہیں'محض خدا کافضل ہے'میری کوششوں کااس میں کوئی دخل نہیں۔یہ شائقین علم کے تحفے ہیں جوخراسان'مصراوردنیاکے دوردراز گوشوں سے برابر چلے آرہے ہیں اورآپ جانتے ہیں کہ ہمارے اورآپ کے آقاصلی اللہ علیہ وسلم ہدیہ ردنہیں فرماتے تھے اورمیں نے بھی سنت کی پیروی میں کوئی تحفہ ردنہیں کیا۔''

وہ اپنے استاذ'مربی اورمحسن کی بات ادب اورخاموشی سے سنتارہا۔امام مالکؒ بھی اسے اپناشاگردہی نہیں دوست'محرم رازاورخیرخواہ سمجھتے ہوئے اس کے سامنے اپنے دل کی بات کرتے رہے۔

''تحفوں میں دوست احباب نے سب ہی کچھ بھیجا ہے۔اس وقت آپ چل کر دیکھئے' مصر اور خراسان کے ایک سے ایک بڑھ کر نفیس تین سو جوڑے بکسوں میں رکھے ہوئے ہیں اور ہدیوں اور تحفوں کا یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔اب یہ جوڑے آپ کے ہیں۔میری خواہش ہے کہ آپ یہ دوستانہ ہدیہ قبول کرلیں۔اور یہ جو صندوق رکھے ہیں......'' امام مالکؒ نے ساتھ والے کمرے میں رکھے صندوقوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:''ان میں پانچ ہزار سونے کے دینار ہیں اور میں پورے اہتمام سے ہر سال ان کی زکوۃ ادا کرتا ہوں' اس میں سے بھی آدھی رقم آپ کی ہے۔'' یہ کہتے ہوئے امام مالکؒ کے چہرے سے خلوص اور مسرت کا اظہار ہو رہا تھا۔وہ امام مالکؒ کے چہرے کو تکے جا رہا تھا۔اس کے دل کا گوشہ گوشہ امام کی عظمت محسوس کر رہا تھا۔اسے احساس ہوا کہ امام مالکؒ واقعی بہت بڑے انسان ہیں ایسے شخص پر ذلیل دنیا کبھی پنجے نہیں گاڑ سکتی۔

''حضرت میں آپ کی اس مخلصانہ پیش کش کو کیسے رد کر سکتا ہوں۔''اس نے امام کی پیش کش قبول کرتے ہوئے کہا:''میں حیران ہوں کہ آپ کا شکریہ کیسے ادا کروں۔آپ نے علم دین کی دولت تو مجھے دی ہی تھی' دولت دنیا سے بھی مال مال کر دیا۔مگر میری بھی ایک گزارش ہے......''

''وہ کیا صاحبزادے!'' امام مالک نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''وہ یہ کہ جو کچھ آپ مجھے دے رہے ہیں' شریعت کی ہدایت کے مطابق اس کی تحریر بھی ہو جائے تو اچھا ہے۔وارث آپ کے بھی ہیں اور میرے بھی۔اگر میں مر گیا تو میرے وارث اس کو اپنا حق سمجھیں گے اور آپ کے وارث کوئی رکاوٹ نہ ڈالیں گے اور اگر خدانخواستہ آپ نے وفات پائی تو یہ مال میرا ہو گا اور آپ کے وارث مطمئن ہوں گے۔''

''بھئی بڑے ہوشیار ہو' یہاں بھی اپنے علم سے کام لے ہی لیا۔'' امام مالکؒ نے مسکراتے ہوئے کہا:

''حضرت علم سے کام لینے کا اس سے بہتر موقع اور کونسا ہو گا''۔اس نے بھی ہنستے ہوئے جواب دیا۔امام مالکؒ نے اسی رات قانونی تحریر لکھ کر اس کے حوالے کر دی۔

مکہ سے صرف ایک لمبی چادر اوڑھ کر حصول علم کے لیے نکلنے والا بے نوا فقیر لڑکا آج رات اس حال میں سویا کہ وہ مدینہ کا ایک دولت مند شخص تھا۔شوق علم کے باعث اس نے ہمیشہ ہی دولت دنیا سے بے نیازی اختیار کی اور اللہ نے قدم قدم پر دولت دنیا اس کی طلب کے بغیر اسے عطا کی اور روزگار کے تفکرات سے اسے بچائے رکھا۔

جدید مواصلاتی وسائل

کے ذریعے خرید و فروخت کا شرعی جائزہ

پروفیسر محمد طاہر

عصر حاضر میں جدید ذرائع ترسیل ومواصلات کے ذریعے مالی اور دوسرے اہم معاملات انجام دیے جا رہے ہیں۔ان ذرائع میں فون تار، فیکس، وائرلیس اورویڈیو کانفرنس شامل ہیں۔لہذا ضروری ہوگیا ہے کہ ان آلات کے ذریعے انجام دیے جانے والے معاملات کا شرعی حکم معلوم کیا جائے۔فقہاء نے عقود ومعاملات کے درست ہونے کے لیے عقد کے وقت چند شرائط ذکر کی ہیں ان میں سے ایک اتحاد مجلس ہے جو بظاہر ان ذرائع میں مفقود معلوم ہوتا ہے، لیکن اگر عمیق وفقہی بصیرت سے دیکھا جائے تو یہ اشکال ختم ہوجاتا ہے۔اس لیے ضروری ہے کہ وقت وحالات کے پیش نظر قدیم عبارات اور اصطلاحات کو جدید زیور سے آراستہ کیا جائے۔وہ تمام عقود ومعاملات جن میں طرفین کی جانب سے مالی یا غیر مالی عوض ادا کیا جاتا ہے، ان کے درست ہونے کے لیے عاقدین کی رضامندی ضروری ہے، جس کا اظہار ایجاب وقبول کے ذریعہ ہوتا ہے۔اسی لیے فقہاء نے ایسے معاملات کے لیے ایجاب وقبول کو رکن کا درجہ دیا ہے۔پھر ایجاب وقبول میں اتصال ضروری ہے۔اس لیے فقہاء نے اتحاد مکان واتحاد مجلس کی شرط لگائی ہے۔لہذا مجلس کے بارے میں جاننا ضروری ہے۔

مجلس کی تعریف:

مجلس ''لام کے زیر کے ساتھ''مفعل کے وزن پر ظرف مکان ا۔ اور اسم مشتق ہے جو وقوع فعل کی جگہ اور اس کے معنی پر دلالت کرتا ہے۔۲۔ کبھی یہ مفعل کے وزن پر مصدر میمی آتا ہے۔۳۔ مصدر میمی وہ اسم ہے جس کی ابتداء میں وہ میم زائدہ مفتوحہ ہو جس سے مقصود تقابل نہیں ہوتا بلکہ وہ محض وقوعہ پر دلالت کرتا ہے۔۴۔

محبوب کا حسن ہی عاشقوں کا مدرس بن گیا ہے۔ان کی کتاب اور درس اور سبق اس کا چہرہ ہوتا ہے

اصطلاح فقہ میں مجلس عقد اس اجتماع کو کہتے ہیں جو عقد بیع کے لیے ہو۔۵ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ مجلس وہ ہے جس میں بیع سے اعراض پر دلالت کرنے والی کوئی بات نہ ہو اور نہ کسی ایسی چیز میں مشغولیت پائی جائے جس سے بیع فوت ہو جائے اور یہ کہ وہ ''ایجاب'' اعراض کے لیے نہ ہو 'لہذا اگر اعراض پایا جائے تو عقد اتحاد مکان کے باوجود باطل ہو جائے گا۔۶

علامہ ابن عابدینؒ کی نقل کردہ عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اتحاد مکان بذات خود مقصود نہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ ایجاب کرنے والا اپنے ایجاب پر برقرارر ہے لیکن ان کی یہ بات ایجاب کو باطل کردینے والے امور کے سلسلے میں ان کی ذکر کردہ تفصیل کے خلاف ہے۔انہوں نے ایجاب کو باطل قرار دینے والے درج ذیل سات امور کی نشاندہی کی ہے:۷

۱۔رجوع ضمنی یا صریحی جو اعراض پر دلالت کرے۔ ۲ عاقدین میں سے کسی ایک کا وفات پا جانا۔

۳۔استحقاق یا شبہ استحقاق کی وجہ سے فروخت شدہ چیز کا بائع کے ہاتھ سے نکل جانا کیونکہ ملکیت کے سبب کی تبدیلی عین کی تبدیلی کے قائم مقام ہے۔۸

۴۔جوس کا سرکہ بن جانا۔ ۵۔پیدائش کے ذریعہ افزائش۔ ۶۔مبیع کی ہلاکت۔ ۷۔قبضہ سے پہلے ثمن ہبہ کرنا۔

فقہ حنفی کی رو سے معاملات میں اتحاد مجلس کی شرط

معاملات میں اتحاد مجلس کی شرط کسی صریح نص میں نہیں ملتی بلکہ یہ اشارۃ النص سے معلوم ہوتی ہے ۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

المتبایعان کل واحد منهما بالخیار علی صاحبه مالم یتفرقا۹

آپس میں خرید وفروخت کرنے والے دو اشخاص میں سے ہر ایک کو (بیع فسخ کرنے میں) اختیار ہے جب تک وہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں۔

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: **البائعان بالخیار مالم یفترقا۔۱۰**

حدیث میں لفظ ما مصدریہ ظرفیہ ہے جس کا مفہوم مدت ہے'اس کے لم نافیہ پر آنے سے ہم اس حدیث کی تاویل یوں کر سکتے ہیں: **البیعان بالخیار مدة عدم تفرقهما** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس سے ان کی مراد محدود نہ تھی کہ مخصوص مکان کو مجلس قرار دیں بلکہ مجلس ایسی حالت سے عبارت تھی جس

میں ایک فریق دوسرے کی مراد کو جان سکے۔اسی لیے فقہاء نے بالمشافہ گفتگو کے علاوہ پیغام رسانی کو بھی جائز قرار دیا ہے اوراسی طرح تحریر کے ذریعہ معاملہ کرنے کو بھی جائز قرار دیا ہے۔۱۱؎ نیز ضمنی طور پر معاملات کے جاری ہونے کو بھی جائز قرار دیا ہے۔ان کے نزدیک دونوں فریق دور ہوں لیکن ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہوں تو دونوں کے درمیان عقد ہوسکتا ہے بشرطیکہ دوری سے ان دونوں کی گفتگو میں اشتباہ والتباس پیدا نہ ہو۔۱۳؎ فقہاء نے تعاقد''باہمی معاملہ'' پر دلالت کرنے والے تعاطی ''لین دین'' کی اجازت دی ہے۔۱۴؎ اس سے مراد یہ ہے کہ بغیر ایجاب کے بالفعل معاملہ ہوجائے۔۱۵؎ انہوں نے بالفعل بیع کی اجازت دی جس میں ایجاب ہواور جواب میں ایسا فعل ہو جو قبول پر دلالت کرے۔۱۶؎ اس تفصیل سے مندرجہ ذیل امور معلوم ہوئے:

۱۔ایجاب کے وقت ایجاب کرنے والے کی نیت کی ترجمانی صحیح ہو۔

۲۔قبول کے وقت قبول کرنے والے کی نیت کی ترجمانی صحیح ہو۔

۳۔ایجاب وقبول میں ایسی مطابقت ہو کہ اس کے ساتھ انعقاد کا وصف پایا جائے۔اس لیے کہ نیت دل سے متعلق ایک مخفی چیز ہے جس کی تعبیر امور ذیل کے ذریعہ ہوسکتی ہے:

۱۔الفاظ اوران کے قائم مقام چیزیں' لہذا گونگے کا اشارہ گفتگو کے درجہ میں متصور ہوگا اور تحریر خطاب کے درجہ میں ہے۔۱۸؎ اسی طرح عادت بھی لفظ کے قائم مقام ہے کیونکہ کسی چیز کا عرف جاری ہونا اس کے بولنے کی طرح ہے۔۱۹؎

۲۔فعل جیسے تعاطی۔ ۳۔جنایات میں آلہ۔ ۴۔عرف جیسے طلاق میں کنایوں کے الفاظ۔۲۰؎

فقہاء نے بہت زور دے کر ان صورتوں کو اسی مجلس میں بائع کی طرف سے ہونے والے ہر تصرف کی تفسیر قرار دیا ہے کیونکہ انہوں نے معاملہ سے اعراض کی بہت سی علامتیں ذکر کی ہیں۔

علامہ ابن عابدینؒ فرماتے ہیں:

فالمراد بالمجلس مالا یوجد فیه مایدل علی الاعراض' وان لایشتغل بمفوت له۔۲۱؎

مجلس سے مراد یہ ہے کہ جس میں بیع سے اعراض دلالت کرنے والی کوئی بات نہ ہواور نہ کسی ایسے کام میں مشغولیت ہو جس سے بیع فوت ہوجائے اور یہ اعراض کے لیے نہ ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ بیع میں مجلس کا جوذکر آیا ہے وہ بذات خود متصور نہیں۔اگر ایسا ہوتا تو اس میں توسیع کی بات قابل قبول نہ ہوتی' کیونکہ قاعدہ ہے کہ استثناء میں نہ توسع ہوتا ہے اور نہ وہ اصل میں تبدیل

ہوتا ہے۔۲۲۔اسی لیے ہمارے یہاں استحسان کی بات کہی جاتی ہے۔اس کی حقیقت اس کے علاوہ کچھ نہیں کہ وہ اس چیز کا بیان ہے جو خلاف اصل آئے۔اسی لیے اس پر اس کے علاوہ کو قیاس نہیں کیا جاتا کیونکہ قاعدہ ہے:ماثبت علی خلاف القیاس فغیرہ لایقاس علیہ۔۲۳۔اسی طرح ایک اور قاعدہ ہے: جو چیز عذر کی وجہ سے جائز ہو وہ عذر کے ختم ہوتے ہی باطل ہو جائے گی۔۲۴۔تو مقصود یہ ہے کہ ایجاب کرنے والا اپنے ایجاب پر قائم رہے اور اس کے ساتھ قبول متصل ہو۔

احناف فقہی دقت نظر میں بہت ہی ممتاز مقام کے حامل تھے۔وہ نصوص شرعیہ میں صرف ظاہر پر نہیں ٹھہرتے تھے بلکہ اس کے مفہوم و مقصود کو پیش نظر رکھتے تھے۔جب شرعی نصوص میں ایسا ہے تو یہ فقہی نصوص میں بدرجہ اولی ہوگا۔حنفیہ نے احادیث:لاصلاۃ لمن لم یقرا بفاتحۃ الکتاب ۲۵ ۔اور حدیث:لانکاح الابولی وشاھدی عدل ۲۶۔کے سلسلہ میں دلالت الاقتضاء کی بات کہی ہے۔ اسی طرح انہوں نے حدیث :ان اللہ لم یجعل شفاء کم فیما حرم علیکم ۲۷۔کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ اللہ نے شفا کو صرف حرام چیزوں تک محدود نہیں رکھا ہے بلکہ اس نے مباح غذاؤں اور دواؤں کے ذریعہ ہمیں حرام چیزوں سے مستغنی کر دیا ہے تا کہ ہمارے دنیوی امور میں حرام قرار دی جانے والی چیزوں کے دستیاب نہ ہونے سے ہمیں نقصان نہ ہو۔

اسی طرح ان کا قاعدہ ہے:تخصیص الشی ء بالذکر لایدل علی نفی الحکم عماعداہ ۲۸۔کسی چیز کے بطور خاص ذکر سے اس کے علاوہ کی نفی نہیں ہوتی۔دوسرا قاعدہ :التنصیص لایدل علی التخصیص۔۲۹۔صراحت تخصیص پر دلالت نہیں کرتی۔ان قاعدوں کی تطبیقات میں بہت مثالیں ہیں:

۱۔آیت:

حرمت علیکم امھتکم وبنتکم واخوتکم وعمتکم وخلتکم وبنت الاخ وبنت الاخت وامھتکم التی ارضعنکم واخوتکم من الرضاعۃ وامھت نسآئکم وربآئبکم التی فی حجورکم من نسآئکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن۔۳۰۔

توکیا وہ سوتیلی لڑکیاں جو ماں کے شوہر کی پرورش میں نہ ہوں اس شوہر پر حرام نہیں ہوں گی؟

۲۔ارشاد الٰہی ہے:

یآیھا الذین امنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الآان تکون تجارۃ عن تراض منکم۔۳۱۔

علامہ آلوسی بغدادیؒ لکھتے ہیں کہ تجارت کا بطور خاص ذکر اس وجہ سے ہے کہ اس کا رواج زیادہ ہے اور یہ غیور لوگوں کے لیے زیادہ مناسب ہے۔اس میں یہ مفہوم مراد لینا جائز ہے کہ تجارت سے مراد شرعی طریقہ پر دوسرے شخص کی طرف سے مال کی منتقلی ہے' چاہے یہ تجارت ہو یا مراث' یا ہبہ' یعنی خاص کا استعمال کر کے اس سے عام مراد لیا گیا ہے۔ ۳۲

۳۔اسی طرح ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم: الماء من الماء ۳۳ احتلام سے غسل واجب ہوجاتا ہے' کا مطلب یہ نہیں کہ بغیر انزال کے التقاء ختانین سے غسل واجب نہیں ہوگا! تو حدیث: البایعان بالخیار بھی اس قبیل سے ہوگی' یعنی زیادہ تر ایسا ہوتا ہے کہ فریقین کے معاملات ایک ہی مجلس میں جمع ہوتے ہیں' ورنہ پھر زبانی پیغام رسانی اور تحریر کے ذریعہ معاملہ کرنے کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟

گذشتہ تفصیلات کی روشنی میں حدیث کا اجمالی مفہوم یہ ہوگا:

۱۔جدا نہ ہونے تک ہر فریق کو اختیار حاصل ہوگا۔

۲۔بیع کا معاملہ صرف دو اشخاص کے درمیان نہیں ہوتا' اس لیے حدیث میں المتبایعان کے ذکر کا مطلب یہ نہیں کہ عقد دو آدمیوں کے درمیان ہی ہوسکتا ہے بلکہ یہ کئی فریقوں کے درمیان بھی ہوسکتا ہے اور اس پر اجماع ہے۔

۳۔اسی طرح عقد صرف مجلس لغوی پر موقوف نہیں بلکہ اس سے مراد ہر وہ معاملہ ہے جو عقد چاہنے والے متعدد فریقوں کے درمیان طے ہو' اگرچہ وہ ایک دوسرے سے دور ہوں۔

۴۔اسی طرح حدیث کا دائرہ صرف بیع تک محدود نہ ہوگا بلکہ اس میں اجارہ' ہبہ اور دیگر سب عقود شامل ہوں گے۔

اس خیال کی تائید کئی دیگر نصوص سے بھی ہوتی ہے مثلاً آیت کریمہ:

یآیھا الناس انا خلقنکم من ذکر و انثی و جعلنکم شعوبا و قبآئل لتعارفوا ۳۴ کو لیجیے۔چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ماں باپ کے بغیر پیدا کیا گیا اور حضرت حوا علیہا السلام کو بغیر عورت کے صرف مرد سے' عیسی علیہ السلام بغیر کسی باپ کے صرف ماں سے اور آج کلوننگ کے ذریعہ صرف مرد سے یا صرف عورت سے انسان ڈھالے جا رہے ہیں۔اگر یہ بات قرآن اس وقت کہتا تو کیا لوگ مان لیتے' اس کو ثابت کرنے میں شارع کا کتنا وقت لگتا؟ اسی لیے ہم کلوننگ کی جواز کی بات کہہ سکتے ہیں۔یہ آیت حرمت کے قائلین کی دلیل نہیں بن سکتی۔

Scanned with CamScanner

اسی طرح آیت: ان اللہ عندہ علم الساعۃ ج وینزل الغیث ج ویعلم مافی الارحام ۳۵ کی بات ہے۔لوگ کہتے ہیں کہ یہ غیبی امور میں سے ہے۔حالانکہ آج لوگوں کے لیے اس کا پتہ چلانا ممکن ہے،لیکن اس کا ذکر اس لیے آیا ہے کہ اس وقت زیادہ تر ایسا ہی ہوتا تھا۔نصوص اس سے مانع نہیں کہ لوگوں کو یہ معلوم ہو۔

اسی طرح یہ آیت کریمہ:

یآیہا الذین امنوا اذا نودی للصلوۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع ۳۶ سے مقصود ہر وہ چیز ہے جو جمعہ کے لیے سعی سے مانع ہوسکتی ہو۔بیع کا ذکر اس لیے کیا گیا کہ اس وقت بیع لوگوں کو زیادہ غافل کرنے والی تھی ورنہ واجب تو ہر قسم کے معاملات کو چھوڑنا ہے۔ہاتھ کے کام ٹی وی کا دیکھنا سب میں آتا ہے۔لہذا کسی شے کے خاص ذکر سے دوسرے کی نفی نہیں ہوتی۔۳۷ لہذا اجتماع کے بعد تفرق کا ذکر یہ معنی نہیں رکھتا کہ عقود ان ہی لوگوں کے درمیان میں ہوں گے جو ایک مجلس میں موجود ہوں۔

جدید ذرائع سے معاملہ کرنے کا حکم

جدید ذرائع جن سے معاملات ہوتے ہیں تین طرح کے ہیں: سمعی وسائل، تحریری وسائل، سمعی وتحریری وسائل۔

ا۔ سمعی وسائل:

سمعی وسائل سے مراد وہ وسائل ہیں جس کے ذریعہ ایک عاقد دوسرے کی آواز سنتا ہے جس میں آج کل مندرج ذیل آلات شمار ہوتے ہیں:

الف: موبائل فون اور آواز منتقل کرنے والے دیگر وسائل:

صحیح اور صاف آواز فون منتقل کرے تو اس سے بیع وشراء کرنا جائز ہوگی، اس کا قیاس فقہاء کے اس قول پر ہے کہ دور دراز رہنے والے افراد کے درمیان تعاقد جائز ہوگا اگر دونوں آواز دیں اور ایک فریق دوسرے کی آواز سن لے اگرچہ ایک دوسرے کو نہ دیکھے۔۳۸ دوری عدم موجودگی، پردہ اور ٹیلی فون وغیرہ کی وجہ سے عدم رویت عقد کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتی اور نہ فریقین کے درمیان رضامندی کے تحقق اور حصول ارادہ میں مانع ہوتی ہے۔ٹیلی فون صرف نکلنے والی آواز کو دوسرے تک پہنچانے

کا ذریعہ ہے، ارادہ کے اظہار کا کوئی آلہ نہیں ہے اور عرف و عادت کا معاوضات و معاملات میں اعتبار ہوتا ہے۔ افراد، کمپنیوں، مملکتوں اور اداروں کے درمیان ٹیلی فون سے گفتگو کا عام رواج ہے اور اس کی بنیاد پر مالی حقوق والتزامات عرفا مرتب ہوتے ہیں۔ ۳۹ے

ب۔ ویڈیو کانفرسنگ اور سیٹلائٹ کے ذریعہ عقد بیع وشراء کرنا:

ویڈیو کانفرنس ان لوگوں کے درمیان ملاقات کا نام ہے جو اس ویڈیو کے ذریعہ رابطہ کرتے ہیں جو آواز اور شکل دونوں کو منتقل کرتا ہے۔ یہ ملاقات کبھی براہ راست ہوتی ہے جیسا کہ انٹرنیٹ اور سیٹلائٹ کے ذریعہ رابطہ ہوتا ہے ۴۰ے اور کبھی یہ ملاقات براہ راست نہیں ہوتی جیسا کہ ریکارڈ شدہ ویڈیو کیسٹ میں ہوتا ہے جسے ہر وقت نہیں بلکہ ضرورت پڑنے پر نشر کیا جاتا ہے، ذیل میں اس عقد بیع وشراء کا حکم بیان کیا جاتا ہے۔

تجارت میں ویڈیو کانفرنس کا حکم:

ویڈیو کانفرنس کے ذریعہ عقد میں عاقدین زماناً متحد اور مکاناً مختلف ہوتے ہیں یعنی وہ ایک دوسرے کو دیکھتے، ہنستے، گفتگو کرتے اور ایک دوسرے کی بات سن رہے ہوتے ہیں، اس قسم کا عقد تعاقد من المتباعدین کے حکم میں ہے جس میں سے ایک شخص دوسرے کو سنتا اور دیکھتا ہے۔ فقہاء نے صراحت کی ہے کہ یہ تعاقد صحیح ہوگا۔ چنانچہ امام نوویؒ لکھتے ہیں:

لو تناديا وهما متباعدان وتبايعا صح البيع بلا خلاف۔ ۴۱ے

اور اسی طرح ابن قدامہ نے لکھا ہے:

ولو اقاما في المجلس، وسد لا بينهما سترا، او بنيا بينهما حاجزا، او ناما، او قاما فمضيا جميعا ولم يتفرقا، فالخيار بحاله، وان طالت المدة لعدم التفرق۔ ۴۲ے

لہذا جب فقہاء ایسے دور دور رہنے والے عاقدین کے معاملہ کو جائز قرار دیتے ہیں جن میں سے ایک دوسرے کو نہ دیکھتا ہو تو ایسے دور رہنے والوں کے مابین تعاقد تو بدرجہ اولی جائز ہوگا جن میں سے ایک دوسرے کو دیکھتا ہو، کیونکہ اس میں مشاہدہ اور روایت کا عنصر ہے جس سے رضا بین العاقدین مزید مؤکد ہو جاتی ہے۔ پہلے میں یہ عنصر نہیں، لہذا اس قسم کا معاملہ عدم اتحاد مکان اور دوری کے باوجود عقد مشروع اور تعامل مباح کے درجہ میں ہوگا، کیونکہ لوگوں کے مابین معاملات میں اساس یہ

Scanned with CamScanner

ہے کہ رضامندی ہو، ظلم، غبن اور دھوکہ اور مال الغیر کو باطل سے کھانا نہ پایا جائے۔ موجود زمانے کے رجحانات اور مطالبات اور لوگوں کی ضرورتوں و مصلحتوں اور ان کے معتبر عرف وعادت وغیرہ کا تقاضا یہی ہے کہ جواز کا حکم ہو، کیونکہ یہ معلوم ہے کہ صحیح عادات واعراف کی رعایات کی جاتی ہیں۔ المجموع میں ہے کہ عرف کی طرف رجوع واجب ہے اور جسے لوگ بیع سمجھتے ہیں وہ بیع ہوگی۔

ت: آواز اور تصویر دونوں کو منتقل کرنے والے فون کے ذریعے عقد بیع:

تعاقد کی یہ قسم جائز ومباح ہے جب کہ اتحاد مجلس ہو اور اعراض وانصراف پر دلالت والی کوئی چیز نہ پائی جائے، اس قسم کو اس معاملہ کے مثل سمجھا جائے گا جو دو ایسے دور رہنے والے افراد کے درمیان ہو جو ایک دوسرے کو دیکھتے بھی ہوں اور سنتے بھی ہوں اور یہ اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس میں اتحاد مجلس، ایجاب اور قبول کے ساتھ ہونے اور اعراض وتفرق پر دلالت کرنے والی کوئی چیز نہ ہو۔ اس میں یہ سہولت دی جائے گی کہ عقد سے متعلق چیز کو لانے کے لیے مجلس چھوڑ دے اور مجلس عقد اس سلسلہ میں تین حالات میں سے کسی ایک حالت میں ختم ہو جائے۔ ۴۳ فون پر گفتگو ختم ہو جائے، دونوں کے مابین گفتگو جاری رہنے کے باوجود اعراض عن العقد کی دلیل پائی جائے یا متعاقدین ایک دوسرے کو مجلس چھوڑتا ہوا دیکھ لیں اگرچہ دونوں کے درمیان گفتگو جاری ہو۔ تاہم اس سے مجلس کا وہ چھوڑنا مستثنی ہوگا جو معاملہ کی تیاری کے سلسلہ میں ہو۔

۲۔ تحریری وسائل سے معاملات کرنا

تحریر بھی تعبیر ارادہ کے طریقوں میں سے ایک ہے۔ جو بات زبانی گفتگو میں ہوتی ہے وہی تحریر سے ہو سکتی ہے۔ فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ جب عاقدین ایک دوسرے کی تحریر اور دستخط پہچان جائیں تو تحریر سے معاملہ ہو جائے گا۔ ان کا کہنا ہے کہ فان الکتاب ممن بعد کالخطاب ممن حضر ۴۴۔ موجودہ زمانہ کے تحریری وسائل جن سے معاملات ہوتے ہیں ان روایتی طریقوں کے علاوہ جن میں قاصد پیغام لے کر جاتا ہے، یہ ہیں: تار، ٹیلکس، فیکس، انٹرنیٹ، ای میل وغیرہ۔ یہ سارے آلات قاصد کے قائم مقام ہوتے ہیں۔

الف۔ انٹرنیٹ پر مکتوب پیغام (ای میل) کے ذریعے بیع وشراء

انٹرنیٹ پر ای میل کے ذریعہ عقد بیع کرنے کو فقہاء کے نزدیک معروف عقد بالکتا

Scanned with CamScanner

بۃ یا عقد بالرسالۃ کے قبیل سے شمار کیا جاتا ہے لیکن یہ اس وقت جب اس میں بیع کی شرائط اور ضوابط پائے جائیں۔ عقد بالکتابۃ یا عقد بالرسالۃ کی صحت وانعقاد پر فی الجملہ فقہاء کا اتفاق ہے، اگر ایجاب وقبول ہو جائے، سوائے عقد نکاح کے، علامہ مرغینانیؒ لکھتے ہیں:

الکتاب کالخطاب ۴۵ اور حاشیہ دسوقی میں آیا ہے: ینعقد البیع بمایدل علی الرضا من العاقدین کالکتابۃ والاشارۃ والمعاطاۃ ۴۶ اس سے معلوم کہ ای میل کے ذریعہ تجارت کرنا جائز ہے۔

ب۔ الیکٹرانک دستخط کا حکم

دستخط ایک ممیز شخصی علامت ہوتی ہے۔ دستخط کنندہ کسی بھی ذریعہ سے اپنی قبولیت کے وثیقہ پر اسے ثبت کرتا ہے، لکھ کر یا اشارے سے یا انگوٹھے کے ٹھپے سے، یا ان کے علاوہ وہ طریقے جو وثیقہ کے التزام اور اسے تسلیم کر لینے پر دلالت کرتے ہوں۔ موجودہ دور میں ایک طریقہ الیکٹرانک دستخط کا بھی ہے۔ یعنی اس میں انٹرنیٹ یا فیکس وغیرہ کے ذریعہ دستخط ہوتا ہے، کوئی خفیہ کوڈ یا متعین اشارہ کیا جاتا ہے جو اس کی رضامندی کی دلیل ہوتا ہے۔ اس دستخط کو استحقاق والتزام میں معتبر حجت مانا جاتا ہے کیونکہ ارادہ رضا کے اظہار میں وہ روایتی دستخط کے مانند ہوتا ہے اور اس لیے بھی کہ اس طرح کے ذرائع مواصلات سے جو لوگ تعامل کرتے ہیں ان کے مابین یہ دستخط متعارف ہو چکا ہوتا ہے اور جو چیز تاجروں میں معروف ہو وہ مشروط کی طرح ہے۔ الشرح الکبیر وحاشیہ دسوقی میں ہے: ینعقد البیع بمایدل علی الرضا من قول اوکتابۃ اواشارۃ ۴۷ بیع ہر ایسے قول یا تحریر یا فریقین کے اشارہ یا کسی ایک فریق کے اشارے سے منعقد ہو جاتی ہے جو رضامندی پر دلالت کرے۔

ت۔ مکتوب الیہ یا تحریری خط پانے والے کا اختیار

مکتوب الیہ انٹرنیٹ کے ذریعہ جو پیغام وصول کرتا ہے، جب تک مجلس قائم رہے وہ اس سے نہ اٹھے اور جب تک موجب یا مرسل قبول اور موافقت سے پہلے رجوع نہ کرے مکتوب الیہ کو رد وقبول کا حق ہوگا۔ ۴۸

۳۔ سمعی وبصری وسائل سے معاملات کرنا

موجودہ دور کے سمعی وبصری وسائل میں سے ایک مرئی وسیلہ انٹرنیٹ ہے یعنی جس میں بات کرنے والے کی صورت ظاہر ہوتی ہے اور دوسرا وسیلہ ویڈیو کیسٹس ہیں۔ اگر ہم صرف سمعی وسائل سے انعقاد عقود کو درست سمجھتے

Scanned with CamScanner

ہیں تو سمعی بصری وسائل سے تو ان کی اجازت بدرجہ اولی دینا ہوگی کیونکہ ان میں بالکل بھی اشتباہ نہیں ہوتا۔

الف: انٹرنیٹ کے ذریعہ معاملات سے متعلق ممکنہ اشکالات

اس سلسلہ میں چند امور تحقیق کے متقاضی ہیں:

عقد کے منعقد ہونے کی جگہ اور وقت۔ پہلا یہ کہ عقد کے انعقاد کا وقت اور جگہ کیا ہوگی انعقاد کی جگہ قبول کرنے والے کی جگہ ہوگی اور یہی اس کا وقت بھی ہوگا اور قبولیت جب کمپیوٹر پر ڈالی جائے گی تبھی سے اعتبار ہوگا۔ اس وقت کی تحدید کے لیے جس میں قبول کرنے والا کمپیوٹر میں اپنی قبولیت درج کرے گا، مقامی قوانین کا التزام بھی کیا جاسکتا ہے۔ وہ تنظیمی امور جو لائحہ عمل اور قوانین میں بیان ہوتے ہیں ان سے بہت سے مسائل حل ہوجاتے ہیں۔ اثبات کے طریقہ کا تعین ممکن ہے۔ اسی طرح ان مسائل کی تحدید بھی ممکن ہے جو کبھی مستقبل میں پیدا ہوسکتے ہیں۔ ۴۹۔

ب۔ اثبات وقائع کا مسئلہ

اثبات وقائع سے مراد ایجاب کا اثبات، قبولیت صادر ہونے کا اثبات اور وقت انعقاد کی تحدید کا اثبات ہے نیز اس قانون کی تحدید کا اثبات جو عقد کے انعقاد میں واجب العمل ہوگا۔ مختلف ممالک کے قوانین میں ان چیزوں کا ذکر ہونا چاہیے اور ان پر بین الاقوامی قوانین کے احکام کی تطبیق کی جانی چاہیے۔ اسی طرح اگر مختلف ممالک کے قوانین میں اختلاف پیدا ہوجائے تو ان کا کیا حکم ہوگا اس کی تفصیل ہونی چاہیے۔

ان اشکالات سے یوں بچا جاسکتا ہے کہ فریقین خود ان تمام معاملات کو طے کرلیں۔ کیونکہ ملکی احکام سبھی مطلق واجب العمل نہیں ہوتے جیسا کہ ماہرین قانون کہتے ہیں۔ یعنی یہ کہ یہ ایسے احکام ہیں جن میں قانون میں صراحتا ذکر کردہ امور کے خلاف پر اتفاق جائز ہوگا لیکن اگر فریقین اس پہلو کو نظر انداز کردیں تو پھر وہی قوانین نافذ ہوں گے جو ہر ملک میں ہوتے ہیں۔ یہ بھی مناسب ہوگا کہ جن ملکوں کے فریق معاملہ کرنا چاہتے ہیں وہ قانون دانوں سے بھی رائے مشورہ کرلیں کہ اس معاملہ پر کون کون سے احکام مرتب ہوں گے اور اگر معاملہ ایک ہی ملک کے دائرہ میں انجام پا رہا ہے تو نسبتاً آسان ہوگا۔ ۵۰۔

خلاصہ بحث:

ا۔ مجلس سے مراد وہ حالت ہے جس میں عاقدین کسی معاملہ کو طے کرنے میں مشغول ہوں۔

٢۔مجلس کے اتحاد سے مراد قبول کا ایجاب سے مربوط و متصل ہونا اور اختلاف سے مراد ایجاب وقبول کے درمیان ارتباط و اتصال کا نہ پایا جانا ہے۔

٣۔اگر بہ یک وقت فریقین انٹرنیٹ پر موجود ہوں اور اسی وقت ایجاب اور دوسری طرف سے قبول بھی ہوجائے تو بیع منعقد ہوجائے گی اور اگر ایجاب کے وقت دوسرا فریق انٹرنیٹ پر موجود نہ ہو بعد میں وہ بائع کے پیغام کو انٹرنیٹ کے ذریعہ پڑھے تو اس صورت میں عقد بالکتابۃ کی جو تفصیل فقہاء نے لکھی ہے اس کے مطابق خریدار کی طرف سے بیع کو مکمل کرنے کی گنجائش ہوگی۔

٤۔خریدار اور بیچنے والے کی اجازت کے بغیر تیسرے شخص کا انٹرنیٹ کی ان معلومات تک پہنچنا درست نہیں۔

٥۔ویڈیو کانفرنس کے ذریعہ خرید وفروخت جائز ہے۔

٦۔تحریر کے ذریعہ بھی خرید وفروخت درست ہے۔

(بشکریہ ماہ نامہ ضیائے حرم لاہور......بھیرہ شریف)

حواشی

ابوالحسن علی بن اسماعیل المرسی (٤٥٨ھ) المحکم والمحیط الاعظم، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، طبع اول ٢٠٠٠م، ج ٧، ص ١٧٢۔

٢۔الازدی۔المبرد۔محمد بن یزید (٢٨٥) المقتضب، بیروت، عالم الکتب، بدون طبع وتاریخ، ج ٣، ص ١٠٢۔

٣۔ڈاکٹر امیل بدیع یعقوبی، موسوعۃ النحو والصرف والاعراب، بیروت، دار الکتب العلمیۃ، طبع اول ٢٠٠٤ء، ص ٦٣٨۔

٤۔ایضاً۔

٥۔مجلۃ الاحکام العدلیۃ، دفعہ ١٨١، فصل سوم، ص ٣٨، آرام باغ کراچی، نور محمد کتب خانہ، بدون طبع وتاریخ۔اسے خلافت عثمانی میں علماء کے ایک مجمع نے تحریر کیا ہے۔

٦۔الشامی، ابن عابدین، محمد بن عمر (١٢٥٢ھ) الرد المحتار علی الدر المختار، بیروت، دار الفکر طبع دوم، ١٩٩٢ء، ج ٤، ص ٥٢٦۔

٧۔الرد المحتار علی الدر المختار، ج ٤، ص ٥٢٧۔

٨۔مجلۃ الاحکام العدلیۃ، دفعۃ ٩٨۔

٩۔البخاری، محمد بن اسماعیل (٢٥٦ھ) الجامع الصحیح، حدیث ٢١١١، بیروت، دار طوق النجاۃ، طبع اول ١٤٢٢ھ۔

Scanned with CamScanner

۱۰۔الحمیدی، ابوبکر عبداللہ بن زبیر، مسند الحمیدی، حدیث ۶۰۷، دمشق، دارالسقا، طبع اول ۱۹۹۶ء۔

۱۱۔مجلۃ الاحکام العدلیۃ، دفعہ ۱۷۳۔

۱۲۔ایضا: دفعہ ۱۸۷۔

۱۳۔آفندی، علی حیدرخواجہ امین (۱۳۵۳ھ)ردالحکام شرح مجلۃ الاحکام، بیروت، دارالجیل، طبع اول۱۹۹۱ء، ج۱، ص۱۳۲۔

۱۴۔تعاطی میں اجارہ وغیرہ بھی آتے ہیں، اسی لیے یہاں تعاقد سے تعبیر کیا گیا۔ردالمحتار، ج ۴، ص ۵۰۳

۱۵۔مجلۃ الاحکام، دفعہ ۱۷۵۔

۱۶۔ردالمحتار، ج ۴، ص ۵۰۷۔

۱۷۔مجلۃ الاحکام العدلیۃ، دفعہ ۱۷۰، اس کومختلف عبارتوں میں بیان کیا گیا ہے مفہوم سب ایک ہی ہے۔دفعہ ۱۷۱۔

۱۸۔مجلۃ الاحکام العدلیۃ، دفعہ ۶۹۔الجصاص، ابوبکر احمد بن علی (۳۷۷ھ)۔

۱۹۔احکام القرآن، ج ۲، ص ۱۷۳، داراحیاء التراث العربی، بیروت، طبع اول ۱۴۰۵ھ۔

۲۰۔ردالمحتار، ج ۴، ص ۵۲۷۔

۲۱۔ایضا: ج ۴، ص ۵۲۶۔

۲۲۔الرازی، احمد بن علی ابوبکر الجصاص، الفصول فی الاصول، وزارۃ الاوقاف، الکویتیۃ، ج ۱، ص ۲۴۶۔

۲۳۔الغزی، الشیخ الدکتور محمد صدقی، بن احمد، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع چہارم، ۱۹۹۶ء۔

۲۴۔مجلۃ الاحکام العدلیۃ، دفعہ ۲۳۔

۲۵۔مسلم بن الحجاج بن مسلم، القشیری، (۲۶۱ھ) الجامع الصحیح، حدیث نمبر ۳۹۴، داراحیاء التراث بدون تاریخ، ج ۱، ص ۲۹۵۔

۲۶۔محمد بن ادریس الشافعی، (۲۰۴ھ) مسندالامام الشافعی، حدیث نمبر ۱۱۳۴، شرکۃ غراس، کویت طبع اول ۱۴۲۵ھ، ج ۳، ص ۱۴۱۔

۲۷۔الجامع الصحیح، امام بخاری، کتاب الاشربۃ، باب شراب الحلواء والعسل، تعلیق، ج ۷، ص ۱۱۰۔

۲۸۔محمد عمیم الاحسان المجددی، قواعد الفقہ، قاعدہ نمبر ۷۸، الصدف پبلشرز کراچی، طبع اول ۱۹۸۶م، ص ۶۸۔

۲۹۔ایضا: قاعدہ نمبر ۹۴، ص ۷۲۔

۳۰۔النساء: ۲۳

۳۱۔النساء: ۲۹۔

Scanned with CamScanner

۳۲۔شہاب الدین محمود بن عبداللہ آلوسی (۱۲۷۰ھ) روح المعانی فی تفسیر القرآن والسبع المثانی، دارالکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول ۱۴۱۵ھ، ج ۵، ص ۱۶۔

۳۳۔صحیح مسلم، حدیث ۳۵۳۔

۳۴۔الحجرات: ۱۳۔ ۳۵۔لقمان: ۳۴۔

۳۶۔الجمعۃ ۶۲۔

۳۷۔الفصول فی الاصول، ج ۴، ص ۳۲۸۔

۳۸۔محمد بن احمد شربینی (۹۷۷ھ) مغنی المحتاج الی معرفۃ الفاظ المنہاج، دارالکتب العلمیۃ، ج ۲، ص ۴۵۔

۳۹۔مجاہدالاسلام قاسمی، جدید فقہی مباحث، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ کراچی، اشاعت ۲۰۰۹م، ج ۲۱، ص ۲۳۶۔

۴۰۔ایضا: ص ۲۷۷۔

۴۱۔ابوزکریا محی الدین یحیی بن شرف النووی (۶۷۶ھ) المجموع شرح المھذب، دارالفکر، طبع وتاریخ ندارد، ج ۹، ص ۱۹۳۔

۴۲۔ابن قدامۃ، ابومحمد موفق الدین عبداللہ بن احمد المقدسی (۶۲۰ھ) المغنی، مکتبۃ القاہرہ، سن ۱۹۶۸ء، ج ۳، ص ۴۸۴۔

۴۳۔ردالمحتار، ج ۴، ص ۵۱۲۔

۴۴۔شمس الائمۃ السرخسی، محمد بن احمد، اصول السرخسی، دارالمعرفۃ، بیروت، ج ۱، ص ۳۷۶۔

۴۵۔برہان الدین علی بن ابی بکر المرغینانی (۵۹۳ھ) الھدایۃ، داراحیاء التراث العربی، ج ۳، ص ۲۳۔

۴۶۔محمد بن احمد المالکی الدسوقی (م ۱۲۳۰ھ)، الدسوقی علی شرح الکبیر، دارالفکر بیروت، ج ۳، ص ۳۔

۴۷۔ایضا۔

۴۸۔یہ حنابلہ اور حنفیہ کا مسلک ہے۔شافعیہ نے خیار قبول کے لیے فوری ہونے کی شرط لگائی ہے۔مالکیہ نے تھوڑی تاخیر کی اجازت دی ہے جو اعراض کی دلیل نہ ہو۔(فتح القدیر، ج ۵، ص ۷۸، المجموع ج ۹، ص ۱۷۹، الفروق، ج ۳، ص ۱۷۲)

۴۹۔مجاہدالاسلام قاسمی، جدید فقہی مباحث، ادارۃ القرآن، کراچی، ج ۲۱، ص ۲۵۲۔

۵۰۔ایضا۔

Scanned with CamScanner

جاسوسی مشن اور خفیہ ایجنسیوں کا تعارف

قسط نمبر: ۲

حافظ محمد سلیم

نوٹ: یہ مضمون دینی مدارس کے ان طلبہ کے لئے بطور خاص شائع کیا جارہا ہے جن کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ بے چاروں کو کسی چیز کی خبر نہیں ہوتی......شاید اس سے کچھ باتوں کی خبر ہو جائے۔ (ادارہ)

ASIS (آسٹریلیا)

ASIS آسٹریلیا یہ ایجنسی ۱۳ مئی ۱۹۵۲ء کو تشکیل دی گئی اس کا ہیڈ کوارٹر کنیرا اسٹریلیا میں ہے اس کا سالانہ بجٹ ۵۔۱۶۲ ملین ڈالر AUD ہے۔اس کا ذمہ دار وزیرامور خارجہ اسٹفین اسمتھ ایم پی ہے۔ایجنسی کا ایگزیکٹوافسر اور ڈائریکٹر جنرل نک وارنر ہے۔اسٹریلیا کی خفیہ انٹیلی جنس سروس،اسٹریلوی انٹیلی جنس ایجنسی ہے جس کی ذمہ داری غیر ممالک کی انٹیلی جنس، کاؤنٹر انٹیلی جنس اور سمندر پار دیگر انٹیلی جنس ایجنسیوں سے تعاون واشتراک ہے۔

۲۰ سال سے زائد عرصہ تک خود آسٹریلیا کی حکومت کو ایجنسی کے وجود کا علم نہ تھا اور یہ خفیہ اور صیغہ راز میں تھی اس کی بنیادی ذمہ داری بڑے بڑے ایشیائی اور بحر الکاہل کے علاقوں کے مفادات کے حوالوں سے خفیہ معلومات اکٹھا کرنا ہے۔اس مقصد کے حصول کے لیے اس ایجنسی نے مختلف علاقوں میں اپنے ایجنٹ مقرر کر رکھے ہیں تمام انٹیلی جنس ایجنسیوں کی طرح اس کا بھی سب سے بڑا اور اہم مقصد ملک کے سیاسی اور اقتصادی مفادات کی حفاظت اور دیگر ملکوں اور قوموں کے خطرات سے اسٹریلیا کے عوام کے تحفظ اور سلامتی کو یقینی بنانا ہے۔ا۔

Scanned with CamScanner

(Research and Analysis wing)(بھارت)RAW

ریسرچ اینڈ اینالیسیز ونگ کے نام سے بھارت کی یہ خفیہ ایکسٹرنل انٹیلی جنس ایجنسی ۲۱ ستمبر ۱۹۶۸ء کو قائم کی گئی تھی اس کا ہیڈ کوارٹرنئی دہلی میں ہے را ایجنسی کا ایگزیکٹوسیکرٹری "آر کے سی ورما" ہے' جب کہ ایجنسی کا کل سرپرست پرائم منسٹر GoI ہے۔ ۱۹۶۲ء میں چین کے ساتھ بھارت کی جنگ اور ۱۹۶۵ء میں بھارت کی پاکستان سے جنگ کے بعد بھارت نے ۱۹۶۸ء میں یہ ایجنسی تشکیل دی اس کی بنیادی ذمہ داری بیرونی یا خارجی انٹیلی جنس معلومات کا حصول ہے اس کے علاوہ وہ جوابی دہشت گردی اور خفیہ آپریشنز بھی کرتی ہے اور غیر ملکی حکومتوں' کارپوریشنوں اور افراد کے حوالے سے خفیہ معلومات کا حصول اور ان کا تجزیہ کر کے بھارت کی خارجہ پالیسی بنانے والوں کو یہ معلومات فراہم کرتی ہے "را" کی تشکیل سے قبل انٹیلی جنس بیورو داخلی' خارجی دونوں قسم کی انٹیلی جنس کا ذمہ دار تھا۔

DGSE(فرانس)

یہ ایجنسی ۲ اپریل ۱۹۸۲ء کو تشکیل دی گئی اس سے قبل ایکسٹرنل ڈاکومینٹیشن اینڈ کاؤنٹر سفیو یج سروس خفیہ معلومات کے حصول کا کام کرتی تھی۔ DGSE نے تشکیل کے بعد اس ایجنسی کی جگہ لے لی اس ایجنسی کا ذمہ دار وزیر دفاع ہروی مورن اور ایگزیکٹوڈائریکٹر "ایئرڈ کوربن ڈی سینگوکس" ہے۔ ڈائریکٹریٹ جنرل فار ایکسٹرنل ہے۔ یہ سیکورٹی فرانس کی ایکسٹرنل انٹیلی جنس ایجنسی ہے۔ جو فرانس کی وزارت دفاع کے تحت کام کرتی ہے۔ یہ ایجنسی سینٹرل ڈائریکٹریٹ آف انٹیریئر انٹیلی جنس یا DCRI کے ساتھ بھی کام کرتی ہے۔ اور اسے بھی خفیہ معلومات فراہم کرنے اور قومی سلامتی کے کاموں میں مدد فراہم کرتی ہے اور بیرونی ملکوں میں پیرا ملٹری اور کاؤنٹر انٹیلی جنس آپریشنز بھی انجام دیتی ہے۔ فرانس کی جنرل ڈائریکٹریٹ فار ایکسٹرنل سیکورٹی DGSE کی خطے میں دیگر انٹیلی جنس ایجنسیوں کے مقابلے میں مختصر تاریخ ہے۔ فرانس میں اس سے قبل جو متعدد انٹیلی جنس ایجنسیاں تھیں' ان کو ختم کر کے ۱۹۸۲ء میں باضابطہ طور پر اس ایجنسی کی بنیاد رکھی گئی۔ اس کا بنیادی کام غیر ملکی ذرائع سے خفیہ معلومات اور انٹیلی جنس کا حصول ہے جن کو ملک کے لیے فوج اور اسٹریٹیجک فیصلوں میں مدد کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اس ایجنسی میں پانچ ہزار سے زائد افراد ملازم ہیں۔

KGB(روس)

یہ ایجنسی ۱۳اپریل ۱۹۹۵ء کوتشکیل دی گئی اس کے ملازمین کی تعدادساڈھے تین لاکھ ہے اس کاہیڈکوارٹرلبیانکااسکوائرہے KGBاس سے زمانی سبقت رکھتی ہے یہ اس کے بعدقائم کی گئی۔رشین فیڈریشن کی سب سے بڑی ڈومیسٹک سیکورٹی ایجنسی فیڈرل سیکورٹی سروس رشین فیڈریشن FSD'' کاؤنٹرانٹیلی جنس'انٹرنل وبارڈرسیکورٹی کاؤنٹرپرازم اورسرویلنس کے کام بھی انجام دیتی ہے اس کاہیڈکوارٹرماسکوکے نواح میں لبیانکااسکوائرمیں واقع ہے یہ وہی مقام ہے جہاں اس سے قبل KGB کاہیڈکوارٹرہواکرتاتھاروس میں کام کرنیوالے تمام قانون نافذکرنے والے ادارے اورانٹیلی جنس ایجنسیاں FSB کی رہنمائی میں کام کرتی ہیں۔FSBرشین اسٹیٹ کی داخلی سلامتی کی بھی ذمہ دارہے اورمنظم جرائم'دہشت گردی'منشیات کی اسمگلنگ کے خلاف کاروائی اورجوابی جاسوسی کاکام بھی سرانجام دیتی ہے۔FSB کی افرادی قوت اوراس کابجٹ ریاست کے رازوں میں سے ایک رازہے بجٹ کے حوالے سے بتایاجاتاہے کہ ۲۰۰۶ءمیں اس کے بجٹ میں ۴۰فیصدکے لگ بھگ اضافہ کیاگیاہے۔

BND(جرمنی)

یہ ایجنسی یکم اپریل ۱۹۵۶ء کوتشکیل دی گئی اس کے ملازمین کی تعداد۶ہزارپچاس ہے ایجنسی ایگزیکٹوہے جبکہ parent Agency سینٹرل انٹیلی جنس گروپ ہے BNDدراصل جرمن حکومت کی ایک غیرملکی انٹیلی جنس ایجنسی ہے اوریہ براہ راست چانسلرزآفس کے کنٹرول میں ہےBND بیرونی ممالک سے جرمنی مفادات کے لیے خطرات سے جرمن حکومت کوالرٹ کرنے کے لیے قبل ازوقت وارننگ سسٹم کے طورپرکام کرتی ہے اس کاانحصاربڑی حدتک بین الاقوامی مخبری اورخبررسانی کاعلم اورعملی نظام خصوصابرقی اورمشینی ذرائع پرہے وہ بین الاقوامی دہشت گردی سمیت ایسے ہی مختلف شعبوں میں خفیہ معلومات کواکٹھاکرتی ہے اوران کی قدروقیمت کاتعین کرتی ہے ایسے کاموں میں وسیع پیمانے پرہلاکت خیزہتھیاروں کاپھیلاؤ'منی لاؤرنگ غیرقانونی مائیگرمشن اورانفارمیشن وارفیئربھی شامل ہیں۔جرمنی کی واحدسمندرپارانٹیلی جنس سروس ہونے کے ناتے BNDملٹری وسول دونوں طرح کی انٹیلی جنس اکٹھاکرتی ہے۔

MSS (چین)

دائرہ اختیار پیپلز ری پبلک آف چائنا، اس کا ہیڈکوارٹر بیجنگ میں ہے ایجنسی کے ایگزیکٹو اسٹیٹ سیکورٹی کے وزیر جینگ ہوئی چانگ ہیں۔اس کی parent ایجنسی اسٹیٹ کونسل تھی پیپلز دی پبلک آف چائنا کی سیکورٹی ایجنسی دراصل وزارت اسٹیٹ سیکورٹی ہے یہ غالباً چینی حکومت کی سب سے بڑی اور انتہائی سرگرم غیر ملکی انٹیلی جنس ایجنسی بھی ہے تاہم یہ سیکورٹی کے حوالے سے تمام داخلی امور بھی نمٹاتی ہے چین کے فوجداری تعزیرات کے قانون کے آرٹیکل ۴ کے تحت MSS کو اسٹیٹ سیکورٹی کے حوالے سے جرائم میں ریگولر پولیس کے طور پر لوگوں کو گرفتار کرنے، انہیں حراست میں رکھنے کی اتھارٹی ہے اس کا ہیڈکوارٹر بیجنگ میں پیپلز ری پبلک آف چائنا کی وزارت پبلک سیکورٹی کے قریب ہے سینٹرل کمیٹی آف کمیونسٹ پارٹی چین اور وزارت پبلک سیکورٹی کے تحت کمیشن برائے پولیٹکس اینڈلاء کے سیکرٹری جنرل سیوفوزچی کے مطابق MSS کا مشن دشمن ایجنٹوں اور جاسوسوں کے خلاف موثر اقدامات اور چین کے سوشلسٹ نظام کو سبوتاژ کرنا یا حکومت کا تختہ الٹنے کے منصوبوں کے خلاف جوابی کارروائی کرنا ہے۔MSS کا بنیادی مشن بلاشبہ مختلف سمندر پار ملکوں کے اہداف سے غیر ملکی انٹیلی جنس حاصل کرنا بھی ہے باور کیا جاتا ہے کہ MSS کے بہت سے ایجنٹ گریٹر چائنا ریجن (ہانگ کانگ، مکاؤ اور تائیوان) میں کام کر رہے ہیں اور متعدد بار دوسرے ملکوں میں چینی باشندوں کو مربوط رکھنے کا کام بھی انجام دیتی ہے۔ امریکہ، کینیڈا، جنوبی اور شمالی یورپ اور جاپان کے ایک ہی پوائنٹ پر تقریباً ۱۲۰ ایجنٹ بزنس مین، بینکرز، اسکالرز اور صحافیوں کے روپ میں کام کر رہے ہیں جن کو واپس چین بلایا جا چکا ہے۔اس حقیقت سے MSS ایجنٹوں کی دنیا بھر میں پھیلاؤ اور وسعت کو اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے۔

CIA (سی۔آئی۔اے)

اس کی پوشیدہ حکومت ۷ دسمبر ۱۹۴۱ء کو پرل ہاربر پر جاپانی حملے کے بعد معرض وجود میں آئی۔دوسری جنگ عظیم کے بعد جب سرد جنگ کا آغاز ہوا تو اس وقت یہ ابھی بچہ تھی۔ ۱۹۶۰-۳۰ء کے درمیانی عرصے میں اس نے بلوغت کی منزلیں طے کیں اور صدر کینیڈی کے اقتدار کے زمانے میں پوری طرح جوان ہوگئی۔ پرل ہاربر پر جاپانی حملے کی تحقیق نے ثابت کر دیا کہ امریکہ کو ایک جاسوسی ادارے کی انتہائی ضرورت ہے۔ ۱۹۵۳ء میں ہوور کمیشن نے کہا تھا ''سی۔آئی۔اے پرل ہاربر پر اچانک جاپانی

حملے کی پیداوار ہے اس حملے کا سراغ لگانے میں ہماری فوجی طاقتوں کو جس ناکامی کا سامنا کرنا پڑا اس کی تلافی اور آئندہ حفاظتی تدابیر کے طور پر سی۔آئی۔اے قائم کی گئی۔

دوسری جنگ عظیم کے آغاز ہی سے امریکہ نے اپنی الگ تھلگ رہنے کی روایت توڑ دی اور وہ اس جنگ عظیم کے بعد مغرب میں سب سے طاقتور ملک بن گیا' اپنی نئی بین الاقوامی ذمہ داریوں کے پیش نظر اسے ایک مضبوط جاسوسی تنظیم کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔صدر ٹرومین نے ۱۹۵۲ء میں اپنے خاص انداز میں کہا ۲۱ نومبر کو یعنی صدر آئزن ہاور کے چناؤ کے چند روز بعد ٹرومین نے وائٹ ہاؤس کے ایک گوشے میں سی۔آئی۔اے کے زیر تربیت افسروں کی ایک جماعت سے خطاب کرتے ہوئے کہا ''چند روز ہوئے ہیں جرنیل آئزن ہاور کو آپ حضرات کی سرگرمیوں سے مطلع کیا تھا۔وہ حیران رہ گیا اور کہنے لگا کہ' بعض فیصلے کرنے کے لیے سی۔آئی۔اے کی اطلاعات کس قدر لازمی ہیں۔''

جب ۱۹۴۵ء میں ٹرومین صدر بنا تو اس وقت کوئی مرکزی جاسوسی تنظیم موجود نہیں تھی۔اس زمانے میں اگر صدر کو کسی اطلاع کی ضرورت ہوتی تو دو تین محکموں سے کہا جاتا۔اور وہ خبر خاصی دقت کے بعد صدر تک پہنچتی۔''یہ صورت حال اتنی خراب تھی کہ ایک مرتبہ ایک ضروری اطلاع حاصل کرنے کے لیے مجھے تین ماہ تک کاغذات کے مختلف پلندوں میں سر کھپانا پڑا۔''

۱۹۴۷ء میں جب نیشنل سیکورٹی ایکٹ کے تحت سی۔آئی۔اے قائم کی گئی تو ہیلن کوٹر اسکا پہلا ڈائریکٹر مقرر ہوا۔سرکاری طور پر سی۔آئی۔اے ۱۳ ستمبر ۱۹۴۷ء کو معرض وجود میں آئی۔اسی ایکٹ کے تحت نیشنل سیکورٹی کونسل بنی تھی اور اس کونسل کے تحت سی۔آئی۔اے نے کام کرنا تھا۔

امریکہ کی یہ ایجنسی ۱۸ ستمبر ۱۹۴۷ء کو تشکیل دی گئی اس کے ملازمین کی تعداد ۲۰ ہزار ہے۔CIA کے ایگزیکٹو، لیون پینٹا ہیں جو اس کے ڈائریکٹر بھی ہیں اس کی ذیلی ایجنسی سینٹرل انٹیلی جنس گروپ ہے۔سی۔آئی۔اے انٹیلی جنس ایجنسیوں میں سب سے بڑی ہے یہ دوسرے ملکوں سے ایسی معلومات اکٹھا کرتی ہے جن کے امریکی پالیسی پر اثر انداز ہونے کا خطرہ ہو۔یہ امریکہ حکومت کی سویلین انٹیلی جنس ایجنسی ہے۔اور یہ امریکہ کے اعلی پالیسی سازوں کو قومی تحفظ فراہم کرنے کی ذمہ دار ہے۔

CIA امریکہ کے صدر کی درخواست پر خفیہ کارروائیاں بھی کرتی ہے۔CIA کا بنیادی کام غیر ملکی حکومتوں کارپوریشنوں اور افراد کے بارہ میں مفید معلومات اکٹھا کرنا ہے اور پبلک پالیس سازوں کو مشورہ دینا ہے۔ایجنسی خفیہ آپریشنز اور پیراملٹری اقدام بھی کرتی ہے اور اس کا خصوصی

سرگرمیوں کا ڈویژن غیر ملکیوں میں سیاسی اثر اور غیر ممالک پر دباؤ کے حربے بھی استعمال کرتا ہے۔
تاہم نائن الیون سمیت وہ دہشت گردی کی سرگرمیوں کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہی ہے۔اسی طرح CIA نے افغانستان کی طرف مارچ کرنے والے ۱۰ لاکھ روسی فوجیوں کو نظر انداز کر دیا۔جبکہ عراق میں وسیع پیمانے پر ہلاکت خیز ہتھیاروں کی موجودگی کے بارے میں اس کے دعوے غلط ثابت ہو گئے۔ان میں سے ایک بھی ہتھیار آج تک برآمد نہ ہو سکا اسی طرح منحرفین کی تعداد اور ڈبل ایجنٹوں کی شناخت میں بھی وہ ناکام رہی حالانکہ ایسے ایجنٹوں کی تعداد ہزاروں میں تھی CIA کی ۵۰ ویں سالگرہ کے موقع پر صدر بل کلنٹن نے کہا تھا کہ ضرورت پڑنے پر امریکی عوام کو آپ لوگوں کے حوصلے کی پوری کہانی کبھی جاننے کا موقع نہیں ملے گا اور یہ بات حقیقت ہے کہ کوئی بھی نہیں جانتا کہ CIA حقیقت میں کیا کرتی ہے؟ حالانکہ اس کے فنڈز سب سے زیادہ ہیں اور ٹیکنالوجی کے لحاظ سے یہ دنیا میں انتہائی جدید ترین انٹیلی جنس سیٹ اپ رکھتی ہے۔۲

MI.6 (ایم آئی 6)

یہ برطانیہ کی انٹیلی جنس ایجنسی ہے اس کی تشکیل سیکرٹ سروس بیورو کے طور پر ۱۹۰۹ء میں ہوئی تھی اس کے دائرہ اختیار میں برطانیہ کی حکومت ہے۔اس کا ہیڈ کوارٹر وائس ہال کورس لندن میں واقع ہے اس کے ذمہ دار وزیر خارجہ ولیم ہیگ ایم پی ہیں۔
ایجنسی کے ایگزیکٹو اور ڈائریکٹر جنرل سر جان سیورز کے سی ایم بی ہیں اس کی ذیلی ایجنسی فارن اینڈ کامن ویلتھ آفس ہے۔برطانوی عوام غیر حقیقی اور تفریحی جیمز بانڈ فلموں کی وجہ سے ایک موثر انٹیلی جنس ایجنسی کی کامیابی کے حوالے سے پہلے ہی پرجوش رہے ہیں MI.6 سی آئی اے کے مساوی برطانیہ کی انٹیلی جنس ایجنسی ہے دو بڑے فوائد اس کی اثر پذیری کو ظاہر کرتے ہیں سرد جنگ کے دوران MI.6 نے اولیگ پینکوفسکی کو بھرتی کیا تھا جس نے کیوبا کے میزائل بحران کو سازگار انداز میں حل کرنے میں کلیدی کردار ادا کیا تھا۔اور اولیگ گورڈیوسکی جس نے اس سے دس سال قبل MI.6 میں کام کیا تھا اسے فن لینڈ کے راستے سے باہر نکالا تھا برطانویوں کو نوروڈز کی سرگرمیوں کے بارے میں علم تھا لیکن انہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ اس بارہ میں خاموش رہیں تو بہتر ہے MI.6 نے دستاویزات میں تبدیلی کر کے اور انہیں یقینی طور پر kGB کے ہاتھوں میں خوش اسلوبی سے پہنچا کردار ادا کیا، جو فوائد ہیں اس کے بعد ہیں وہ یہ کہ

TO.144 سپر سانگ ایئر لائنز پروگرام کو سبوتاژ کرنے میں کامیاب ہوئی۔

موساد

اسرائیل کی یہ انٹیلی جنس ایجنسی ۱۳ دسمبر ۱۹۴۹ء کو سینٹرل انسٹی ٹیوٹ فار کوآرڈنیشن کے طور پر وجود میں آئی اس کے ملازمین کی تعداد ۱۲۰۰ ہے اس ایجنسی کا ایگزیکٹو ڈائریکٹر Meir Dogen ہے اس کی ذیلی ایجنسی آفس آف دی پرائم ہے اسرائیل کی انٹیلی جنس کمیونٹی کے بڑے اداروں میں سے موساد ایک بڑا نام ہے اس کے علاوہ امان (ملٹری ایجنسی) اور شین بیٹ (داخلی سیکورٹی) بھی ہیں تاہم موساد کا ڈائریکٹر براہ راست وزیر اعظم کو رپورٹ دیتا ہے۔

ISI (آئی۔ایس۔آئی)

ISI (آئی ۔ایس۔آئی) پاکستان کی یہ خفیہ انٹیلی جنس ایجنسی ۱۹۴۸ء میں تشکیل دی گئی تھی ۔اس کو قانونی اور دیگر اختیارات حکومت پاکستان سے ملے ہیں اس کا ہیڈکوارٹر اسلام آباد پاکستان میں واقع ہے۔ایجنسی کے ایگزیکٹو لیفٹیننٹ جنرل احمد شجاع پاشا رہے ہیں۔

اس ایجنسی کی کامیابیوں کا ٹریک ریکارڈ سب سے طویل ہے۔اور یہ اب تک کی بہترین انٹیلی جنس ایجنسیوں میں ریکارڈ کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے۔انٹر سروسز انٹیلی جنس ۱۹۴۷ء کی پاک بھارت جنگ کے دوران پاکستان ملٹری انٹیلی جنس کی کارکردگی کو مستحکم بنانے کے مقصد سے ۱۹۴۸ء میں ایک خودمختار یونٹ کے طور پر تشکیل دی گئی روسیوں کو پاکستان پر بھرپور حملہ کرنے کا موقع دیئے بغیر اس ایجنسی نے اپنا ہدف جس کامیابی سے حاصل کیا ایسی شاندار کامیابی شاید انٹیلی جنس کی دنیا میں کسی دوسری ایجنسی کو نصیب ہوئی ہو۔اور ایسا نمایاں کارنامہ کسی دوسری ایجنسی نے آج تک پیش نہیں کیا حالانکہ KGB اپنے دور کی بہترین خفیہ ایجنسی تھی وہ بھی ISI (آئی ۔ایس۔آئی) کو جواب دینے میں ناکام رہی۔

اور وسط ایشیا میں سوویت مفادات کی حفاظت نہ کرسکی۔اس گولڈ میڈل نے ISI (آئی۔ایس۔آئی) کا درجہ موساد سے بھی بڑھا دیا ہے۔حیرت انگیز بات یہ ہے کہ (آئی۔ایس۔آئی) کی پوری تاریخ میں کوئی بھی ''ڈبل ایجنٹ'' یا ''منحرف'' سامنے نہیں آیا سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس ایجنسی کو ملنے والے فنڈز مذکورہ بالا ایجنسیوں میں سب سے کم ہیں اس کے باوجود یہ سب سے مضبوط ایجنسی ہے۔

خفیہ ایجنسیاں یا سراغ رساں ادارے کسی بھی ملک کی ایسی آنکھ' کان اور دماغ شمار کیے جاتے ہیں جس

کے بغیر اس ملک کی سلامتی کی محافظ افواج اندھی اور بہری تصور کی جاتی ہے' کیونکہ ان اداروں کے بغیر نہ تو ملک کی سالمیت کے خلاف ہونے والی سازشوں کا سراغ لگایا جاسکتا ہے اور نہ ہی ملکی مفادات کا تحفظ کیا جاسکتا ہے' جس وقت لوگ ملکی سلامتی کو لاحق خطرات سے بے خبر اپنے روزمرہ کے معمولات میں مصروف ہوتے ہیں' اس وقت بھی یہ خفیہ ادارے حالت جنگ میں ہوتے ہیں اور اپنے ملک کی سلامتی کو لاحق خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے حکمت عملی (کاؤنٹر انٹیلی جنس آپریشن) وضع کر رہے ہوتے ہیں' ملکی سلامتی کے محافظ اداروں یا خفیہ ایجنسیوں کا یہ عمل ہر وقت جاری رہتا ہے' آج دنیا کے ہر ملک میں یہ ادارے نہ صرف موجود ہیں بلکہ اپنے اپنے ممالک کے مفادات کے تحفظ میں سرگرم عمل بھی ہیں' جیسے آسٹریلیا کی ''اے ایس آئی ایس' انڈیا کی ''را'' فرانس کی ''ڈی جی ایس ای'' روس کی ''ایف ایس بی'' (جو پہلے ''کے جی بی'' کے نام سے کام کر رہی تھی) چین کی ''ایم ایس ایس'' امریکہ کی ''سی آئی اے'' برطانیہ کی ''ایم سیکسٹین'' اور اسرائیل کی ''موساد'' وغیرہ' پاکستان کی بھی مایہ ناز انٹیلی جنس ایجنسی اور ہراول دستہ ''آئی ایس آئی'' آئی بی' ایم آئی' این آئی اور اے آئی کے تعاون سے دشمن کی خفیہ چالوں' ملک دشمن سرگرمیوں' تخریبی کارروائیوں اور اندرونی سازشوں سے پاکستان کو محفوظ رکھنے کے لئے کام کر رہی ہے' آج اسے دنیا کی موثر اور کامیاب ترین انٹیلی جنس اداروں میں شمار کیا جاتا ہے جو انتہائی کم بجٹ میں قابل فخر سٹریٹجک کامیابیاں حاصل کر چکا ہے۔

آئی ایس آئی (انٹر سروسز انٹیلی جنس) خالص عسکری نوعیت کی ایجنسی ہے' پاکستان کی دیگر خفیہ ایجنسیاں ایم آئی' این آئی' اے آئی اور آئی بی اپنے اپنے اداروں کے لئے خفیہ معلومات حاصل کرتی ہیں' لیکن آئی ایس آئی ان چاروں سروسز سے متعلق معلومات اکٹھی ہی نہیں کرتی بلکہ اس کے ماہرین ان معلومات کا بغور جائزہ لے کر نتائج اخذ کرتے ہیں اور؟ دشمن کی نیت تک کا اندازہ لگا کر آرمی چیف' ائیر چیف اور نیول چیف کو آگاہ بھی کرتے ہیں' یہ ادارہ عسکری نوعیت کے باعث براہ راست وزیر اعظم کے ماتحت ہوتا ہے' واضح رہے کہ آئی ایس آئی کی بنیاد ۱۹۴۸ء میں برٹش آرمی آفیسر میجر جنرل (ر) کیوتھوم نے رکھی تھی اور ۱۹۵۰ء میں اسے قانونی طور پر پاکستان کے تحفظ کا ذمہ دار ٹھہرادیا گیا' آئی ایس آئی کا عملہ ایک حاضر سروس لیفٹیننٹ جنرل کے زیر نگرانی ملک وقوم کے مفادات کے تحفظ کے لئے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر کام کرتا ہے' لیفٹیننٹ جنرل جو کہ آئی ایس آئی میں بطور ڈائریکٹر جنرل کام کرتے ہیں' ان کے نیچے تین ڈپٹی ڈائریکٹر جنرلز' ڈی ڈی جی پولیٹیکل' ڈی ڈی جی جنرل اور ڈی ڈی جی ایکسٹرنل ہوتے

ہیں، جبکہ یہ ادارہ چھ سے آٹھ ڈویژنوں میں کام کرتا ہے، جس میں جوائنٹ انٹیلی جنس بیورو جوائنٹ کاؤنٹر انٹیلی جنس بیورو جوائنٹ انٹیلی جنس نارتھ جوائنٹ انٹیلی جنس مسلینئیس جوائنٹ سگنل انٹیلی جنس بیورو جوائنٹ انٹیلی جنس ٹیکنیکل اور جوائنٹ انٹیلی جنس ٹیکنیکل ڈویژن شامل ہیں۔

آئی ایس آئی نے پاکستان کے تحفظ کی خاطر ہمیشہ کلیدی کردار ادا کیا ہے، یہی وجہ ہے کہ ''آئی ایس آئی'' کا وجود دشمن کی آنکھ میں بری طرح کھٹکتا ہے اور وہ اس کے خلاف بھرپور منفی پروپیگنڈہ کرتے رہتے ہیں، بھارت اور افغانستان کے بعد اب امریکہ نے بھی آئی ایس آئی پر الزامات لگانے شروع کردیئے ہیں، حالانکہ یہ بات امریکہ ہی نہیں بلکہ پوری دنیا جانتی ہے کہ آئی ایس آئی نے افغانستان میں روس کی عبرت ناک شکست، دہشت گردی، طالبان کے خاتمے سمیت پاکستان کے ایٹمی پروگرام کے تحفظ کے لئے بھی اہم کردار ادا کیا ہے اور امریکہ کی نام نہاد دہشت گردی کی جنگ میں نہ صرف آئی ایس آئی بلکہ پورے پاکستان نے امریکہ کا ساتھ دیتے ہوئے بے شمار قربانیاں دی ہیں، لیکن ان خدمات کے باوجود آئی ایس آئی ہدف تنقید اور معطون ٹھہرائی جاتی ہے، کبھی اس پر بھارت میں دہشت گردی کے الزام لگائے جاتے ہیں، تو کبھی اس کو کشمیر کے جہاد میں مجاہدین بھیجنے اور طالبان کو ٹریننگ دینے کا ذمہ دار قرار دیا جاتا ہے، گزشتہ دنوں وکی لیکس اور مغربی میڈیا کے ذریعے بھی آئی ایس آئی کو بدنام کرنے کی پوری کوشش کی گئی، حالانکہ وکی لیکس کی رپورٹوں میں نیٹو اتحادکی ناکامیوں، نااہلیوں، بے گناہ لوگوں کے قتل، وار کرائمز اور جیلوں میں قیدیوں سے زیادتیوں کے عناصر کی واضح نشاندہی موجود ہے، جبکہ وکی لیکس پر آئی ایس آئی کے خلاف جتنی بھی خبریں دی گئیں، ان کا کوئی ذریعہ نہیں لکھا گیا، بلکہ ان کے ساتھ نامعلوم اور ہر حوالے کے ساتھ ناقابل اعتبار کا لفظ لکھا گیا ہے۔

مگر اس حقیقت کے باوجود آج امریکہ، برطانیہ، بھارت اور اسرائیل کو دنیا کے ہر کونے اور افغانستان، کشمیر، بھارت، نیویارک اور لندن کے ہر پتھر کے نیچے آئی ایس آئی کا وجود نظر آجاتا ہے، جس کی وجہ آئی ایس آئی'' کا پاکستان کی سالمیت، دفاع اور تحفظ کے لئے وہ قابل فخر کردار ہے، جو دشمن کے مذموم عزائم کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، آج دشمن کی چالوں، خفیہ سازشوں، ملک کو درپیش خطرات کے حوالے سے افواج پاکستان ودیگر متعلقہ فورسز اور سول قیادت کو آگاہ کرنے اور وطن عزیز کو دشمنوں کی چالوں سے بچا کر محفوظ و مستحکم رکھنے میں مصروف عمل یہ ادارہ امریکی، بھارتی اور اسرائیلی مذموم مقاصد کی را؟ میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کردار ادا کر رہا ہے، اسلیئے دشمنان پاکستان ''سی آئی اے''،''را'' اور''موساد'' کی آنکھ

میں کانٹے کی طرح کھٹکتا ہے‘ یہی وجہ ہے کہ یہود و ہنود امریکہ کی مدد سے پاکستان کی سالمیت کے ضامن اس ادارے کے خاتمے یا اس کی سرگرمیوں کو مفلوج کرنے میں ہمیشہ سے سرگرم عمل رہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ آئی ایس آئی دیگر ملکوں کے خفیہ اداروں کی طرح پاکستان کے لئے ناک‘ آنکھ‘ کان اور دماغ کا درجہ رکھتی ہے اور پاکستان کے خلاف چلائی جانے والی ہر گولی کو اپنے سینے پر روکتی ہے‘ آج اگر امریکہ کے لئے سی آئی اے‘ اسرائیل کے لئے موساد‘ روس کے لئے ایف ایس بی‘ برطانیہ کے لئے ایم آئی فائیو‘ بھارت کے لئے را اور افغانستان کے لئے خاد غلط نہیں ہیں تو پاکستان کی سالمیت کے تحفظ میں مصروف آئی ایس آئی کا ادارہ کیسے غلط ہوسکتا ہے‘ آج اگر پاکستانی قوم چین کی نیند سوتی ہے تو اس کا سہرا بھی اس ادارے کی چوکسی کے سر جاتا ہے‘ درحقیقت یہی وہ گناہ عظیم ہے جو پاکستان کے دشمنوں کے نزدیک ناقابل معافی ہے‘ گذشتہ دنوں فیصل آباد میں آئی ایس آئی کے دفتر کے قریب ہونے والا حملہ بھی اسی سلسلے کی ایک سوچی سمجھی اور منظم سازش ہے‘ جس کا مقصد کالعدم تحریک طالبان پاکستان کے بیان کے مطابق ”آئی ایس آئی کو انتقام کا نشانہ بنانے“ سے واضح ہے‘ اس سے قبل بھی ملک کے مختلف شہروں میں آئی ایس آئی کے دفاتر کو نشانہ بنایا جاچکا ہے‘ یہ حملے اس ادارے کے لئے کسی امتحان سے کم نہیں ہیں۔

امر واقعہ یہ ہے کہ امریکہ‘ اسرائیل اور بھارت ایک ایٹمی اسلامی مملکت پاکستان کا وجود مٹا کر اس کے حصے بخرے کرنا چاہتے ہیں تاکہ دنیائے اسلام میں کوئی بھی ان کی سامراجیت کے خلاف آواز اٹھانے والا باقی نہ بچے‘ مگر وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جب تک مسلح افواج کے شانہ بشانہ آئی ایس آئی جیسا محب وطن ادارہ موجود ہے اور پاکستان کی حفاظت کی ذمہ داریاں سرانجام دے رہا ہے‘ وہ پاکستان کو نقصان پہنچانے کے مقاصد میں کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے‘ اسی وجہ سے ان تینوں سامراجی ممالک نے کثیر المقاصد منصوبے کے تحت آئی ایس آئی کے خلاف ایک عالمی سازش ترتیب دی ہے‘ جس میں آئی ایس آئی کے ذیلی دفاتر کو نشانہ بنا کر اس کی توجہ دشمن کے خطرناک عزائم سے ہٹانا ہے‘ واضح رہے کہ اسی سازش کے تحت ماضی میں امریکہ نے پاکستان کی بقاء کی ضامن آئی ایس آئی کو دوسرے ممالک کے لئے خطرہ قرار دیتے ہوئے سول حکومت کے ماتحت کرنے کا مطالبہ بھی کیا تھا‘ لیکن ہمارا ماننا ہے کہ آئی ایس آئی اور پاک افواج کی موجودگی میں کوئی بھی ملک دشمن قوت اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہوسکتی‘ حقیقت یہ ہے پاکستان اور پاکستانی عوام کے نزدیک آئی ایس آئی ایک قابل فخر ادارہ ہے اور پوری قوم‘ افواج پاکستان اور آئی ایس آئی کی جذبہ حب الوطنی کو اپنے ایمان

کا حصہ تصور کرتی ہے اور انہیں یقین ہے کہ پاک افواج اور آئی ایس آئی کے ہوتے ہوئے پاکستان توڑنے کے خواب کبھی بھی شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتے (الا یہ کہ فوج میں قادیانی گس جائیں)۔ ۳؎

خفیہ ایجنسیوں کی اہمیت

خفیہ سروس کے اداروں کی اہمیت

عہد حاضر میں جبکہ جدید ترقی کے باعث اقوام عالم کے درمیان موجود فاصلے سمٹ گئے ہیں' خفیہ سروس کے اداروں کی اہمیت اور بھی بڑھ گئی ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ جس ملک کے ساتھ آپ کے دوستانہ تعلقات ہوں وہ ملک آپ کی جاسوسی نہ کروائے۔ ہر ملک کے اندر بشمول پاکستان' دوسرے ممالک کے جاسوس سرگرم عمل ہیں۔ پاکستان چونکہ ایشیا میں کافی اہمیت کا حامل ملک سمجھا جاتا ہے' اور خصوصی طور پر مجوزہ مسلم بلاک کے قیام میں یہ ایک نہایت اہم کردار ادا کر سکتا ہے اس لیے امریکہ نے جو بدقسمتی سے واحد سپر پاور کی شکل میں ابھرا ہے' ہمارے اندرونی معاملات میں کچھ ضرورت سے زیادہ ہی دلچسپی لینا شروع کر دی ہے امریکی CIA نے اس وقت پاکستان میں قیام کیا تھا جب افغانستان کا مسئلہ عروج پر تھا اور اپنے منصوبوں پر عمل درآمد کے لیے CIA افغانوں اور پاکستانیوں کو استعمال کرتی رہی اگرچہ افغان جنگ ختم ہو چکی ہے لیکن اس کے باوجود امریکی سفارتکاروں کے بھیس میں پاکستان آنے والے بعض امریکی ایجنٹ بدستور یہاں موجود ہیں یہ الگ بات ہے کہ ان کے کام کی نوعیت بدل گئی ہے۔ اسی طرح روس اور بھارت کے جاسوس بھی ملک کے اندر پھیلے ہوئے ہیں۔ جبکہ اسرائیلی خفیہ ادارہ موساد بھی یہاں سرگرم عمل ہے۔

ان حالات میں یہ بہت ضروری ہو جاتا ہے کہ غیر ملکی جاسوسوں اور ان کے ایجنٹوں پر پوری نظر رکھی جائے تاکہ وہ ملک کی سلامتی کے لیے خطرہ نہ بن سکیں۔ اور اگر کوئی ملک پاکستان کے اندر تخریب کاری کروانا چاہتا ہے تو نہ صرف اس ملک کے ایجنٹوں کو پکڑا جا سکے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ متعلقہ ملک کے اندر بھی اپنے جاسوس داخل کر کے جہاں ایسے حالات پیدا کیے جا سکیں کہ اس ملک کو اپنی پڑ جائے اور اس کی توجہ بٹ جائے۔ یہ حکمت عملی ہر ملک' خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا اپنائے ہوئے ہے۔ اگر ہم اپنے اردگرد موجود حالات پر نظر ڈالیں گے تو ہمیں اس کا ثبوت مل جائے گا۔ ۴؎

دوسرے ممالک کی طرح پاکستان بھی متعدد خطرات کا شکار ہے۔ کچھ خطرات وہ ہیں جو ہمیں نظر آتے

Scanned with CamScanner

ہیں جیسے بھارتی افواج کی ہماری سرحدوں کے قریب نقل وحرکت، بھارتی افواج کی تعداد میں اضافہ، پاکستان کے لیے امریکی امداد کی بندش، بھارت کے ایٹمی پروگرام پر عمل درآمد کی رفتار کا تیز ہونا، بھارت کا روس، امریکہ اور دوسرے ممالک سے جدید نوعیت کے جنگی ہتھیار خریدنا، افغانوں کا پاکستان کی سرحد کے نزدیک ایک دوسرے سے برسرپیکار ہونا اور مقبوضہ کشمیر میں ہندوؤں کے اثر و رسوخ میں اضافہ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ خطرات ان خطرات کے مقابلے میں کچھ بھی اہمیت نہیں رکھتے جو ہمیں نظر نہیں آتے لیکن ہمیں یہ خطرات درپیش ہیں۔

بھارت اپنے خفیہ ادارے ''را'' کے ذریعے سندھ کو پاکستان سے الگ کرنے کے منصوبے پر عمل درآمد شروع کر چکا ہے۔ امریکی حکام کی بلوچستان میں نقل و حمل بڑھتی جارہی ہے اسرائیل ہمارے ایٹمی پروگرام کو نشانہ بنانے پر تلا ہوا ہے اور اس ضمن میں اسرائیلی کمانڈوز نے سیاحوں کے روپ میں مقبوضہ کشمیر کے اندر ریہرسل کی حد تک کام مکمل کر لیا ہے اور اس حملے کے نتیجے میں کہوٹہ کو نقصان پہنچنے کا خطرہ اب بھی موجود ہے۔ ان حالات میں جبکہ خفیہ سروس کے اداروں کو اپنی تمام تر توجہ کسی بھی قسم کی ممکنہ جارحیت کا مقابلہ کرنے کی جانب مبذول رکھنی چاہئے، حکمران ان اداروں کو سیاسی مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔

ملٹری انٹیلی جنس، آئی ایس آئی، ایف آئی یو، انٹیلی جینس بیورو، سپیشل برانچ اور حتی کہ اضلاع کی حد تک موجود CIA بھی سیاسی کاموں پر لگی رہتی ہے۔ اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے ارکان اسمبلی اور دیگر سیاستدانوں کی جاسوسی کے ساتھ ساتھ حکومت میں شامل سیاستدانوں کی بھی جاسوسی کروائی جاتی ہے۔ ۵

خفیہ ادارے کیوں

پاکستان ایک نظریاتی ریاست ہے۔ یہ ملک مسلمانوں نے دوقومی نظریے کی بنیاد پر حاصل کیا تھا۔ باوجود اس کے کہ ہندو ''بھارت ماتا'' کو ٹکڑوں میں تقسیم ہوتے نہیں دیکھنا چاہتے تھے۔

بھارت کی ہمیشہ کی طرح آج بھی یہی کوشش ہے کہ پاکستان کو غیر مستحکم کر کے اسے مزید ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ اس لیے بھارت کی طرف سے کبھی سندھ کو پاکستان سے الگ کرنے کی سازش کی جاتی ہے تو کبھی بلوچستان کو آزاد ملک قرار دینے کا عزم کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام بھارتی وزیر اعظم بنفس نفیس تو انجام نہیں دے گا، اس مقصد کے حصول کے لیے بھارتی حکومت اپنے جاسوسوں کو پاکستان میں داخل کرتی ہے جو وطن عزیز میں انتشار پھیلانے مصروف رہتے ہیں۔

یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ جنگ مسائل کا حل نہیں ہے لیکن ضروری نہیں کہ جنگ ٹینکوں اور توپوں کی مدد سے ہی لڑی جائے اور طیاروں کے ذریعے ہی بمباری کی جائے۔موجودہ دور میں نفسیاتی جنگ، کھلی جنگ سے کہیں زیادہ اہمیت اختیار کرگئی ہے اور یہ طریقہ جنگ انتہائی موثر ثابت ہوا ہے۔جو مقصد آپ کسی جنگ کے ذریعے حاصل نہیں کرسکتے، وہ نفسیاتی جنگ کے ذریعے حاصل کیا جاسکتا ہے۔اور بھارتی حکومت نے ''ایم کیو ایم'' کے ذریعے ''جناح پور'' کے قیام کے لیے راہ ہموار کرنا شروع کردی تھی۔تاہم حیرت کی بات ہے کہ جب یہ خبر پاکستان کے اخبارات میں شائع ہوئی تو اسلامی جمہوری اتحاد کے وزیروں نے قومی اسمبلی کے اجلاس کے دوران اس کی تردید کردی حتی کہ ISI نے بھی اس سے لاعلمی کا اظہار کردیا۔ان حالات میں جبکہ ملک کی سلامتی کو مختلف اطراف سے خطرات درپیش ہوں، خفیہ اداروں کی اہمیت اور بھی بڑھ جاتی ہے۔

قیام پاکستان کے بعد خفیہ اداروں کے قیام کا ایک انتہائی اہم مقصد یہ تھا کہ وہ ''اسٹیٹ سیکیورٹی'' کے حوالے سے اپنا لائحہ عمل مرتب کریں، اور جو لوگ ملک کے خلاف سازشوں میں مصروف ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔جنرل حمید گل جن دنوں ISI کے سربراہ تھے، ان دنوں انہوں نے بلوچستان کی صورت حال پر اور افغانستان کے جاسوس ادارے ''خاد'' کے ساتھ منسلک افراد کی ایک فہرست تیار کی تھی جو پاکستان میں بیٹھ کر ''خاد'' کی مدد کررہے تھے۔ان میں محمود اچکزئی، ولی خان اور جئے سندھ کے سرکردہ رہنما شامل تھے۔جماعت اسلامی کی طرف سے مسلسل ولی خاں پر الزام لگایا جاتا رہا ہے کہ وہ ملک دشمن سرگرمیوں میں ملوث ہیں۔تاہم جنرل حمید گل کا تو یہاں تک خیال تھا کہ محمود اچکزئی افغان جنگ کے دوران ملک میں بموں کے دھماکے کروایا کرتے تھے۔اس الزام میں حقیقت ہے یا نہیں، لیکن یہ بات طے شدہ ہے کہ ہمارے بعض سیاستدانوں کے امریکی CIA، اسرائیلی ''MOSSAD'' بھارتی ''RAW'' روسی ''KGB'' اور افغانستان کی خفیہ ایجنسی ''خاد'' کے ساتھ روابط رہے ہیں۔چونکہ سٹیٹ سیکیورٹی کے حوالے سے خفیہ سروس کے اداروں کے ذمہ ایک انتہائی اہم کام یہ بھی ہے کہ تخریب کاری کو روکا جائے، اس لیے خفیہ ادارے اس مقصد کے حصول کے لیے ان سیاسی جماعتوں میں اپنے جاسوس داخل کردیتے ہیں جن پر ملک دشمنی کا الزام ہوتا ہے۔

چونکہ سانحہ مشرقی پاکستان کے زخم ابھی تازہ تھے اور ہمیں اس بات کا علم ہے کہ ہمارے ملک کے ایک انتہائی اہم حصے کو غیر ملکی سازش کے تحت الگ کیا گیا تھا اور اس سازش کو پایہ تکمیل تک پہنچانے

میں سیاستدانوں اور جرنیلوں نے نمایاں کردار ادا کیا' اس لیے فوج اور سول کے خفیہ ادارے اس بات پر مسلسل نگاہ رکھتے ہیں کہ کوئی ملک دشمن شخص ہمارے سیاستدانوں اور جرنیلوں کے ساتھ روابط تو نہیں بڑھا رہا۔۶؎

الغرض پاکستان کی آبادی کے کچھ طبقے مستقلاً غیر ملکی مداخلت کا شکار ہیں۔ان حالات میں کاؤنٹر انٹیلی جنس پر مامور ادارے پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ان تمام غیر محب وطن عناصر' کی بروقت نشاندھی کرے جن میں غیر ملکی نظریوں کے ماننے والے' ذاتی فائدے کے لیے دشمن کی جاسوسی کرنے والے علاقائی عصبیت پھیلانے والے اور تخریب کاری کرنے والے شامل ہیں' تاکہ ان کا سدباب کیا جاسکے اور خود غرض عناصر کی سرکوبی کے لیے بروقت مناسب اقدامات کئے جاسکیں۔۷ (جاری ہے)

حواشی

۱۔ http/www.allworidsecretservice.com page 1

2.http/www.usagovt.com

3.http/www.isi.com

۴۔ منیر احمد' پاکستان میں انٹیلی جنس ایجنسیوں کا سیاسی کردار' ص ۴۱۔۴۰' مطبوعہ تخلیقات علی پلازہ لاہور۔

۵۔ ایضا

۶۔ منیر احمد' پاکستان میں انٹیلی جنس ایجنسیوں کا سیاسی کردار' ص ۳۹۔۳۷' مطبوعہ تخلیقات علی پلازہ لاہور

۷۔ سید احمد ارشاد ترمذی' حساس ادارے' ص ۱۴۔۱۳' مطبوعہ فکشن ہاؤس ۱۸ مزنگ روڈ لاہور۔

حج کے موضوع پر بہترین رہنما

حج نبوی

☆☆☆

تحقیق وتصنیف۔ صاحبزادہ محمد بدر الاسلام صدیقی

ناشر: خانقاہ سلطانیہ ☆ گلشنِ عظیم جہلم